امین شریعت حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد سبطین رضا خان قادری بریلوی دام ظلہ
کے محاسن و کمالات اور حیات و خدمات کا ایک خوب صورت مرقع

موسوم بہ

مینارِ ولایت

مُصنف
حضرت مولانا محمد تحسین غالم تحسین رضوی بھاگل پوری
(فاضل دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف)

ناشر
محمد اشفاق عالم سبطینی، محمد اشتیاق عالم سبطینی
مولانا کاشف رضا سبطینی، حافظ محمد معراج احمد سبطینی
محلہ سوناپالی، ضلع سمبل پور، اڑیسہ

مینارِ ولایت

حضور امین شریعت، شیخ طریقت، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی عقیدت آفریں سوانح حیات اور آپ کے والد ماجد استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اذکار جلیلہ کے ساتھ ولایت وکرامت سے متعلق فضائل واحکام پر مشتمل دینی معلومات کا مستند ذخیرہ، جو نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی مفید ترین ہے۔

مؤلف:

مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی، بھاگل پوری

ناشر

محمد اشفاق عالم سبطینی، محمد اشتیاق عالم سبطینی، مولانا کاشف رضا حنفی سبطینی

حافظ محمد معراج احمد سبطینی، سوناپالی سمبل پور، اڑیسہ

نام کتاب: **مینارِ ولایت**
مؤلف: مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگلپوری
پروف ریڈنگ: محمد طفیل احمد مصباحی
کمپوزنگ: پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور
Mob:09235647041
تاریخ اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/جولائی ۲۰۱۵ء
ناشر: محمد اشفاق عالم سبطینی، محمد اشتیاق عالم سبطینی، مولانا کاشف رضا حنفی سبطینی، حافظ محمد معراج احمد سبطینی، سوناپالی سمبل پور، اڑیسہ

.......(ملنے کے پتے).......

(۱)- حافظ معراج احمد رضوی اونرزویا اسٹور، سوناپالی چوک، سمبل پور (اڑیسہ)-پن کوڈ: 768001

(۲)- الحاج صوفی عبدالرحمٰن صوفیؔ رضوی، نزد اردو میڈیم ایم ای اسکول پینشن پاڑا، ضلع سمبلپور (اڑیسہ) پن کوڈ: 768001

(۳)- نوری منزل، پوسٹ سبحان پور کٹوریہ ضلع بانکا (بہار) پن کوڈ: 813101

(۴)- محمد طفیل احمد مصباحی، ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

فہرست مضامین

انتساب

اہلِ سنت وخانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ان علماے کرام کے نام جو سنیت، فروغ مسلک اعلیٰ حضرت اور اس کی ترویج واشاعت میں ہمیشہ مصروف عمل رہتے ہیں اور ان ارادت مندوں کے نام جو حضور امین شریعت کی پُرخلوص اتباع میں فروغ سنیت کے لیے دامے، درمے، قلمے، سخنے روز وشب کوشاں ہیں۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

تحسین عالم تحسینؔ رضوی

دعائیہ کلمات

مرشد طریقت حضرت مولانا محمد سبحان رضاخان سبحانی میاں دامت بر کاتہم القدسیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف

نبیرۂ استاذِ زمن حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خاں صاحب مدظلہ العالی خاندان اعلیٰ حضرت میں اہم شخصیت کے حامل ہیں، ان کی دینی، مسلکی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے، دینی خدمات کے تعلق سے اکثر بریلی شریف سے باہر رہے، سلسلہ عالیہ رضویہ کے فروغ واشاعت میں اہم کردار ادا کیا، ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی رشد وہدایت کا سلسلہ جاری ہے، بلاشبہہ ان کی ذات اہلِ سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ مولانا محمد تحسین عالم صاحب بھاگل پوری نے نبیرۂ استاذ زمن کی دینی خدمات کے حوالے سے ایک کتاب ترتیب دی ہے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ مصنف زید مجدہ کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور کتاب کو قبول عام کا اعزاز بخشے اور مزید دینی و قلمی خدمات کی توفیق رفیق سے نوازے، اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل صحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز فرمائے۔

دعاگو:۔فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف
۶ر ربیع الآخر، ۱۴۳۶ھ

تقدیم

ماہر رضویات حضرت مولانا **محمد شہاب الدین** رضوی دام ظلہ العالی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خانوادہ کی عظیم المرتبت اور مہتم بالشان شخصیت امین شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا قاری بریلوی بن استاذ العلما مولانا حسنین رضا خاں بریلوی (م ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء) بن استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) بن امام المتکلمین حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) بن مجاہد جنگ آزادی مولانا رضا علی خاں نقشبندی بریلوی (م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) دنیاے اسلام میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ جب راقم السطور نے زمانہ طالب علمی ۱۹۹۰ء/ ۱۴۱۰ھ میں ایک کتاب بنام ''مفتیِ اعظم اور ان کے خلفا'' مرتب کی تو آپ کے برادر اصغر محبوب العلما علامہ مولانا الشاہ حبیب رضا خاں نوری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۲۰۱۴ء/ ۱۴۳۵ھ) سے عرض کیا کہ آپ کے برادر اکبر حضرت امین

شریعت مدظلہ العالی تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتیِ اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۰ء) کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ حالات فراہم کرادیں تو شامل کتاب کرلوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ”کانکیر کے پتہ پر خط لکھو، بھائی صاحب جواب ضرور دیں گے۔ میں نے فوراً خط لکھا جس کا جواب ۹/ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء کو حضرت امین شریعت نے ایک تفصیلی خط کے ذریعہ عنایت فرمایا۔ اس میں میری بھرپور حوصلہ افزائی کی اور پہلا خط میری پہلی ملاقات کا باعث بنا۔ پھر جب بھی آستانۂ عالیہ رضویہ تشریف لاتے تو ضرورت ملاقات ہوجاتی۔

آپ کے جد امجد استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے علم وفضل اور خاص طور پر فن شعر و شاعری کا شش جہات عالم میں شہرہ ہے۔ مگر کوئی علمی و تحقیقی کام نہ ہونے کی وجہ سے راقم نے ۱۹۹۲ء میں ماہنامہ سنی دنیا بریلوی کا حسن بریلی نمبر نکالنے کا عزم کیا، آپ کو خط لکھ کر معلومات اور مضمون کی درخواست کی، جواب میں ہر ممکن علمی تعاون کی یقین دہانی کرائی اور حسن بریلوی نمبر شائع کرنے پر مبارک باد دی۔ ۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ آپ کے والد ماجد استاذ العلما مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کی حیات اور

خدمات پر میں نے ایک کتاب مرتب کی، آپ سے تقریظ لکھنے کی درخواست کی تو آپ نے ایک بہترین تاثر کے ساتھ دعائیہ کلمات عنایت فرمائے جس کو ''مولانا حسنین رضا خان بریلوی حیات و کارنامے'' میں شائع کردیا ہے۔

۱۹۲۷ء/ ۱۳۴۶ھ میں پیدا ہونے والی یہ ذات بابرکات (علامہ سبطین رضا خاں بریلوی) خاندانِ امام احمد رضا خاں کی بزرگ ترین ذات گرامی ہے۔ آپ کے اندر سادگی، زہد و تقویٰ، حلم و برد باری، عجز و انکساری، شفقت و محبت اور علمی جلالت کے ساتھ فن تفسیر و حدیث اور فقہ حنفی میں مکمل دسترس پائی جاتی ہے۔ آپ عظیم فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ ہی بہتر نبض شناس طبیب بھی ہیں۔

شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ/ جنوری ۱۹۶۱ء میں اپنے حقیقی ماموں مولانا عبد الہادی خاں بریلوی کے مکان سے متّصل باضابطہ طور پر مطب قائم کیا، جہاں پر نبض کی تشخیص اور علاج و معالجہ کے ساتھ غربا کی مدد اور دعا و تعویذ نویسی کا بھی سلسلہ شروع کیا تھا۔ چند دنوں میں ہی مطب نے اتنی شہرت اختیار کرلی تھی کہ پورے روہیل کھنڈ اور دور دراز علاقوں سے حاجت مندوں و ضرورت کیشوں کا تانتا لگنے لگا۔

۱۹۲۵ء/ ۱۳۴۴ھ میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان

بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) کے ذریعہ مراد آباد میں پیش کیا جانے والا چار نکاتی فلاحی پروگرام کو مزید تقویت دینے اور ملک کی مذہبی، تعلیمی، سماجی اور سیاسی صورت حال پر جماعت اہلِ سنت کا کیا موقف اور لائحہ عمل ہونا چاہیے، اس موضوع پر اس وقت کے متّحدہ ہندوستان پر مشتمل سنی کانفرنس بنارس منعقدہ ۱۹۴۶ء/ ۱۳۶۶ھ میں حضرت امین شریعت نے شرکت کی اور گرم جوشی کے ساتھ قومی و ملی مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہے۔ تادم تحریر برصغیر میں آپ کی واحد ذات ہے جو جمہور علما و مشائخ اور عوام کے اس عظیم الشان اجتماع کے عینی شاہد ہیں جس میں تقریبًا متحدہ ہندوستان کے پچاس ہزار علما و مشائخ و قائدین ملت اور پانچ لاکھ عوام نے شرکت کی تھی۔ آپ کی یاد داشتوں کو جمع کر کے ایک بہترین علمی و تاریخی دستاویز تیار کی جا سکتی ہے۔

زیر نظر کتاب **"مینار ولایت"** حضرت علامہ مولانا تحسین عالم صاحب قبلہ رضوی بھاگل پوری مدظلہ العالی کی تصنیف کردہ ہے۔ مولانا متبحر عالم دین اور صاحب قلم و قرطاس ہیں، اور شعر و سخن کا بھی بہترین اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ امسال عرس رضوی (۲۵؍ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۴ء) کے موقع پر آپ کے لائق و فائق فرزند اور

نوجوان عالم و فاضل برادرم مولانا طفیل احمد مصباحی مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے والد ماجد کا مجموعۂ کلام بنام ”مناقب ازہری“ ارسال کیا جس کو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالا، اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے اندر زبان و بیان کی شیفتگی اور سلاست و روانی بھرپور انداز میں پائی جاتی ہے۔ یہ کتاب وقت کی ضرورت تھی جس کی تکمیل مولانا موصوف نے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحب تذکرہ اور تذکرہ نویس کو صحت و سلامتی کے ساتھ عمر درازی عطا فرمائے اور ایسے ہی سواد اعظم اہلِ سنت و جماعت کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

ڈائریکٹر:

اسلامک ریسرچ سینٹر سوداگران بریلی شریف

۱۷؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

مطابق ۹؍جنوری ۲۰۱۵ء

تاثرات

از: محمد طفیل احمد مصباحی

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی عظیم علمی وروحانی شخصیات میں ایک اہم اور نمایاں نام شبیہ مفتیِ اعظم ہند، امین شریعت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے۔ امام احمد رضا کا علم، حجۃ الاسلام کا کمال، دادا استاذ زمن کی شاعرانہ عظمت، والد گرامی حسنین رضا بریلوی کا فہم و تدبر اور مفتی اعظم ہند کا زہد و تقویٰ، ان تمام اوصاف و خصوصیات کی حامل ذات گرامی علامہ سبطین رضا خان بریلوی ہیں۔ آپ کے فضل و کمال کے لیے بس یہی کافی ہے کہ آپ صوری و معنوی اعتبار سے "شبیہ مفتیِ اعظم ہند" ہیں۔ مفتی اعظم کے جلوؤں کی جھلک دیکھنی ہو تو امینِ شریعت علامہ

سبطین رضا کی کتاب زندگی کا مطالعہ کرو۔مفتی اعظم ہند کا علم، تفقّہ، تقویٰ و پارسائی، اخلاق و کردار اور عزم و استقلال سب کچھ حضرت امینِ شریعت کی ذاتِ ستودہ صفات میں پائے جاتے ہیں۔

اسلاف کے کارنامے اخلاف کے لیے نمونۂ عمل اور درسِ ہدایت ہوا کرتے ہیں۔حضرت امینِ شریعت کا شمار جماعتِ اہلِ سنت کے اکابر علما و مشائخ میں ہوتا ہے۔آپ کی حیات و خدمات بلا شبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ والد گرامی حضرت مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم رضوی بھاگل پوری ادام اللہ ظلہ علینا نے حضرت امین شریعت دام ظلہ العالی کے محاسن و کمالات اور حیات و خدمات کے مختلف گوشوں کو بڑے اچھوتے انداز میں سپردِ قرطاس کر کے ایک قابلِ قدر اور لائقِ ستائش کام انجام دیا ہے۔
حضرت امینِ شریعت جیسی ہمہ جہت شخصیت کا تعارف و تذکرہ ضروری تھا۔ قابل مبارک باد ہیں وہ حضرات جنھوں نے اس ضرورت کو سمجھا اور حیات سبطینی کے منتشر اجزاء کو یکجا کتابی شکل میں منظر عام پر لاکر امینِ شریعت دام ظلہ سے اپنی عقیدت و ارادت کا ثبوت دیا۔مصنف بھی لائق تبریک و تحسین ہیں اور ناشرین بھی

قابلِ قدر اور لائق صد شکر ہیں۔ مقامِ مسرت ہے کہ محسن قوم وملت جناب مولانا محمد معین الدین رضوی مرحوم (سمبل پور، اڑیسہ) کے جملہ افرادِ خانہ اور فرزندانِ محبتِ اعلیٰ حضرت کے رنگ میں رنگے ہیں اور خاندانِ اعلیٰ حضرت کے علما و مشائخ سے غایت درجہ الفت ومحبت رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ، سبحان اللہ!

امینِ شریعت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی دام ظلہ العالی سے پورا گھرانا شرفِ بیعت و ارادت رکھتے ہیں اور ان کی محبت میں اپنا سب کچھ لٹانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

گرامی قدر محمد اشفاق عالم سبطینی، عالی جناب محمد اشتیاق عالم سبطینی، قاضیِ اہلِ سنت حضرت مولانا محمد کاشف رضا حنفی زید مجدہ، حافظ و قاری و شاعر و نعت خواں محمد معراج احمد سبطینی یہ جملہ برادراں شہر سمبل پور میں حضرت امینِ شریعت کے بڑے مدّاح، عقیدت مند اور مریدینِ صادقین میں ہیں۔ انھیں خوش بخت افراد کے پیہم اصرار اور مشترکہ کاوشوں کی بدولت یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ خاص طور سے برادر گرامی جناب محمد اشتیاق

عالم صاحب سبطینی کے مالی تعاون سے کتاب زیور طباعت و اشاعت سے آراستہ ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ ان کی عمر واقبال، ایمان و عمل اور کاروبار و تجارت میں برکتیں عطا فرمائے اور جملہ اہلِ خانہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیهم التحية والتسليم.

احقر العباد: **محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ**

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

۳؍ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ / ۲۱؍ جون ۲۰۱۵

Mob:9621219786

اظہارِ مُسرّت

قاضیِ اہلِ سنت حضرت مولانا **محمد کاشف رضا** حنفی دام ظلہ العالی
قاضی نکاح وطلاق شہر سمبل پور، حکومت اڑیسہ

علم عمل، اخلاص، زہد و تقویٰ، پارسائی و پاک دامنی، محبت و شفقت، رحمت و رافت، تعظیم وتوقیر، ادب و احترام، تواضع و انکساری، حلم و برد باری، متانت وسنجیدگی، سادہ لوحی وخوش مزاجی، اخلاق و کردار، شرافت و نجابت، توکل و قناعت، صبر و رضا، ایثار و قربانی، عفت و حیا، فقہ و افتاء، امامت و فقاہت، تدبر و بصیرت، شکل و شباہت، ملاحت و حلاوت، شریعت و طریقت، حقیقت ومعرفت، تصوف وروحانیت، ولایت وکرامت۔

اگر مذکورہ بالا تمام اوصاف وخصوصیات کو باہم جوڑا جائے تو حاصلِ ضرب ’’امینِ شریعت حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد سبطین رضا قادری بریلوی دام ظلہ العالی‘‘ نکلے گا۔

اللہ اکبر! خاندانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سے تعلق رکھنے والی یہ ہمہ جہت اور انقلاب آفریں شخصیت کس قدر خوبیوں کی حامل ہے!! ایسی نادرِ زمن اور مایۂ ناز ہستی کی حیات و خدمات، افکار ونظریات اور اس کی زندگی و بندگی کو فراموش کر دینا، احسان فراموشی کی سب سے بدترین مثال ہے۔

بلا مبالغہ ہمارے پیر و مرشد حضور امینِ شریعت دامت برکاتہم القدسیہ "مرشد لاثانی" ہیں۔حضرت سے بیعت وارادت اورعقیدت ومحبت پر ہمیں اور ہمارے پورے خاندان کو فخر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا سایۂ عاطفت دنیائے اہلِ سنت پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

برادرِ گرامی عالی جناب محمد اشتیاق عالم سبطینی دام ظلہ، عزیزم حافظ و قاری محمد معراج احمد سبطینی سلمہ اور راقم الحروف کی گزارش و اصرار پر حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگل پوری دامت برکاتہم العالی نے "مینارِ ولایت" کے نام سے حضور امین شریعت علامہ شاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی ادام اللہ ظلہ علینا کی حیات وخدمات اور محاسن وکمالات پر مشتمل

یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔فقیر کاشف رضا حنفی سبطینی عفی عنہ کو اس علمی و تحقیقی کام سے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی اور روحانی سکون میسر ہوا۔ ہم مولانا کے شکر گزار ہیں۔

حضرت علامہ تحسین عالم رضوی بھاگل پوری اس وقت صوبۂ بہار کے جیّد عالموں میں سے ایک ہیں۔ درس و تدریس، امامت و خطابت، تحقیق و مطالعہ اور ادب و شاعری آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ شاعری کے میدان میں اپنے وقت کے میرؔ و غالبؔ اور اکبرؔ الہ بادی ہیں قلم کے بادشاہ، بحرِ شعر و سخن کے غوّاص اور آسمانِ علم و تحقیق کے خورشیدِ درخشاں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل اور عمر و اقبال میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

راقم الحروف: **محمد کاشف رضا حنفی**
قاضی نکاح و طلاق شہر سمبل پور اڑیسہ

کلماتِ تشکر

حافظ و قاری محمد معراج احمد سبطینی، عفی عنہ

راقم الحروف محمد معراج احمد سبطینی عفی عنہ نے حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگل پوری دام ظلہ العالی سے مرشد طریقت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کی حیات و خدمات اور محاسن و کمالات کو کتابی شکل میں ترتیب دینے کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا تحسین صاحب نے ہماری خواہش کا احترام کرتے ہوئے بہت ہی اچھوتے انداز میں حضور امینِ شریعت کی کتاب زندگی مرتب فرمائی ہے۔ اس کتاب کی روشنی میں ہم حضرت کی زندگی و بندگی اور دیگر اوصاف و کمالات کو چلتی پھرتی شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔

میرے پاس شکریہ کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ ہم دل کی

گہرائیوں سے حضرت مولانا تحسین عالم رضوی دام ظلہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ رب العزت سے ان کی درازی عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے اور دارین کی برکتوں اور سعادتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ اس کتاب طباعت واشاعت میں سب سے زیادہ تعاونِ برادر گرامی جناب محمد اشتیاق عالم سبطینی کا ہے۔ آپ ہی کے کثیر تعاون سے یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

اللہ عزوجل بھائی اشتیاق عالم سبطینی کو دارین کی سعادروں سے مالامال فرمائے، اور کاروبار میں ترقی دے اور حضور امین شریعت کے فیوض و برکات سے وافر حصہ عنایت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم۔

محمد معراج احمد سبطینی عفی عنہ

اونرزویا اسٹور سوناپالی سمبل پور اڑیسہ

مصنّف: ایک نظر میں

پیدائشی نام: زین العابدین
قلمی نام: تحسین عالم تحسینؔ رضوی
ولدیت: محمد کمال الدین
تاریخ پیدائش: ۱۰ر فروری ۱۹۵۸ء
آبائی مقام: سبحان پور کٹوریہ، ضلع بانکا، بہار
ابتدائی تعلیم: مقامی اردو پرائمری اسکول و مدارسِ دینیہ
تعلیمی اسناد: فاضل دینیات (عربی وفارسی) قاری (قرأت حفص مروجہ) ادیب (اردو نصاب) میٹریکولیشن (عصری نصاب)
مدرسۂ فراغت: دارالعلوم مظہر اسلام بریلی (یوپی)
بیعت وارادت: مفتیٔ اعظم ہند، پیر طریقت حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اخبارات ورسائل میں اشاعتِ نظم ونثر: روبی نئی دہلی، ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی، سنی دنیا بریلی، ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، سہ ماہی سنی آواز ناگپور، اصنام وشاکھا پٹنم، نئی دنیا دہلی، رہنمائے دکن حیدر آباد وغیرہ۔

مطبوعات: قانونِ اسلام، نغماتِ اسعد، معارف الترتیل، وقتی دعائیں، آئینۂ صداقت، آئینۂ حقیقت، جوابات رضویہ برخرافات ہاشمیہ، شانِ ازہری، تعلیم نماز، اجالے سے اندھیرے تک، لعلِ درخشاں۔

موجودہ مشغلہ: درس وتدریس، تصنیف وتالیف، کتب بینی شعر وشاعری اور مضمون نگاری وغیرہ۔

غیر مطبوعہ تصانیف: نمکدان، چل میرے خامے بسم اللہ، باغیانِ اعلیٰ حضرت کا انکشاف، اصلاحِ معاشرہ، تحسین القرأت، قواعد املا، نغمۂ تحسین۔

عرضِ مؤلف

عزیزم حافظ معراج احمد رضوی واشتیاق احمد رضوی سلمہما جیسے چند احباب طریقت نے مجھ ناچیز سے فرمائش کی کہ میں حضور امین شریعت شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سبطین رضا خاں صاحب رضوی بریلوی مد ظلہ العالی کی سوانح حیات پر مشتمل کوئی ایسی کتاب لکھوں جو نہ صرف عام فہم، سلیس ودلچسپ ہو، بلکہ ارباب طریقت ومحبت کے لیے ایک دستاویزی حیثیت کی حامل بھی ہو۔ احباب کا یہ اصرار جاری ہی تھا کہ حسن اتفاق سے حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب قبلہ تیغی خطیب وامام نوری مسجد موتی جھرن سمبل پور (اڑیسہ) کی عنایت سے ایک کتاب "مضامین امین شریعت" جو مولانا اشرف رضا بلودا بازار (چھتیس گڑھ) کی تالیف کردہ ہے، مل گئی۔ مجھے اپنی کتاب کے لیے اس سے کچھ اہم مواد حاصل ہو گئے اور ان نمبروں کا بھی حصول ہو گیا جن میں حضور امین شریعت کے سابقہ تحریری مضامین شائع ہوئے تھے۔ بس پھر کیا تھا میرا قلم جو چلا

تو اس کتاب کے اختتام پر ہی رکا۔ میں اس کاوش میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں، اس کے متعلق اصحاب فن واہل علم ونظر ہی اپنی آرا پیش کریں گے۔

چوں کہ حضرت امین شریعت کی ذات گرامی اللہ کے ولی ہونے کی خاص نشانی محسوس کی جاتی ہے۔ اس لیے میں اپنی اس تصنیف کا نام "مینار ولایت" (ولایت کا روشن مینار) رکھتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب قدیر ہر مومن کو اس مینار سے نور معرفت حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور اس کے ناشرین ومعاونین کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

آمین. برحمتك يا ارحم الراحمين.

فقط: **تحسین عالم تحسینؔ رضوی**، بھاگلپوری

نوری منزل، پوسٹ سبحان پور، کٹوریہ
ضلع بانکا (بہار) 813101
بتاریخ: یکم جنوری ۲۰۱۵ء بروز پنج شنبہ مبارکہ
موبائل: 9955623646

منقبت در شان حضور امین شریعت

از: تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگل پوری

جو امین شریعت کا غم خوار ہے
وہ وفا دار، جنت کا حق دار ہے
صدق دل سے جو مائل ہے ان کی طرف
حق تعالیٰ بھی اس کا طرف دار ہے
جس سے لوٹا نہیں ہاتھ خالی کوئی
وہ امین شریعت کا دربار ہے
آپ کے علم وعرفاں سے چھتیسؔ گڑھ
بن گیا دین کا اک چمن زار ہے
اہلِ سنت کو اس کی طلب ہوگئی
شاہ سبطینؔ کا جو طلب گار ہے
آپ کے دست بیعت پہ جو بِک گیا

باغ فردوس کا وہ خریدار ہے
شہر کانکیرؔ جس سے معطر ہوا
وہ امینؔ شریعت کا گلزار ہے
مسلک اعلیٰ حضرت کے اظہار میں
دل نشیں آپ کا قول وکردار ہے
آپ کے دین وتقویٰ کا جو رنگ ہے
وہ یقیناً ہدایت کا مینار ہے
مفتیؔ اعظم ہند کی شکل میں
آپ کا خوب نورانی رخسار ہے
ذاتِ سبطینؔ کا حال مت پوچھیے
چلتا پھرتا ولایت کا مینار ہے
کیا لکھے ان کی مدحت میں تحسینؔ کچھ
جو نہ فن کار ہے، نہ قلم کار ہے

امین شریعت کی پہلی زیارت

۱۹۹۹ء میں جب راقم الحروف سمبل پور (اڑیسہ) کی پلٹن مسجد میں امامت و خطابت کی ملازمت پر مامور تھا، ان دنوں معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں بریلوی مد ظلہ العالی محلہ سوناپالی میں تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی پہلی بار زیارت کے لیے ارادت مندوں کی مجلس میں جا پہنچا، مگر میں انھیں دیکھ کر صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی سمجھ بیٹھا۔ کیوں کہ ۱۹۷۴ء میں جب میں نے دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں دورۂ حدیث کے درجۂ فضیلت میں داخلہ لیا تھا، اس وقت دار العلوم میں صدر العلما علّامہ تحسین رضا خاں بریلوی دام ظلہ شیخ التفسیر والحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ وہ کتب حدیث کا بھی درس دیتے تھے۔

وہاں مجھے پورے ایک سال تک دیگر اساتذہ کے علاوہ ان کے ساتھ رفاقت اور تدریسی صحبت رہی۔ مگر ان ایام میں بریلی شریف میں حضرت امین شریعت کو کبھی دیکھنے اور ان سے ملنے کا

اتفاق نہ ہوا تھا۔ کافی عرصہ کے بعد اب جو انھیں دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا اور سوچنے لگا کہ آیا صرف نام کی تبدیلی سے علامہ تحسین رضا بریلوی کو دیکھ رہا ہوں یا ان کے وجود میں علامہ سبطین رضا بریلوی کو؟

دو نور کا دل فریب منظر

میں جب سلام و دست بوسی کے بعد آپ کے سامنے مجلس میں بیٹھا تو دیکھتا ہوں کہ صدر العلما جیسا وہی انداز تبسم جو حاضرین کو بہت بھائے، وہی طرز تکلم جو ناظرین کے دلوں میں سیدھا اتر جائے، وہی رنگ وروپ جسے دیکھ کر دیکھنے والے کا کبھی جی نہ بھرے، وہی قد و قامت جس کی تصویر دل و نگاہ میں رچ بس جائے، وہی سفید لباس و پوشاک جو سنت رسول کا آئینہ نظر آئے، وہی شبنمی مزاج جو دل کو راحت بخش ٹھنڈک پہنچائے اور وہی نورانی چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ غرض کہ ہر زاویے سے وہ مجھے صدر العلما علامہ تحسین رضا نظر آئے۔ یہ تو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں، صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں کے برادر اکبر (بڑے بھائی) ہیں، جو صورت و سیرت میں دونوں

برادران یکساں مشابہت رکھتے ہیں، ورنہ میں امین شریعت کو دیکھ کر انھیں صدر العلما ہی سمجھ بیٹھا تھا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کبھی مجھے امین شریعت کی زیارت میسر نہ ہو سکی، مگر حسب موقع مجھے لوگوں کی زبانی ان کے تبلیغی اسفار اور دینی تعمیری حالات معلوم ہوتے رہے۔

شکل و شباہت کی بھول بھلیّاں

امین شریعت علامہ سبطین رضا و صدر العلما علامہ تحسین رضا دونوں برادران کی باہمی شکل و شباہت لکھنؤ کی بھول بھلیّوں سے کم حیرت انگیز نہیں۔ چنانچہ اس تعلق سے جب میں نے امین شریعت کا مضمون پڑھا تو بہت محظوظ ہوا، جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

برادر عزیز (صدر العلما) اور یہ ناچیز اتفاق سے قدو قامت اور شکل و صورت میں یکساں تھے کہ اگر میرا لباس وہ پہن لیتے، یا میں ان کے کپڑے پہنتا تو دیکھنے والے کو امتیاز مشکل ہوتا کہ کسی دوسرے کا لباس ہے۔ اس زمانہ میں کئی بار ایسا ہوا کہ ضرورت پڑنے پر انھیں لکھ دیا کہ کپڑے سلوا کر بھیج دو تو اپنے ناپ سے سلوا

کر مطلوبہ کپڑے بھیج دیے۔ شکل وصورت میں مشابہت اس درجہ کہ ان سے کوئی صاحب کسی کام کو کہتے اور کچھ دن بعد میں انھیں مل جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرنے لگتے کہ فلاں کام کرنے کے لیے آپ سے کہا تھا، اس کا کیا ہوا؟ یہی معاملہ ان کے ساتھ بھی اکثر ہوتا تھا۔(صدر العلما محدث بریلوی نمبر، ص:۲۸)

دین اسلام کے سچے پاسبان

دین اسلام کے علماے کاملین جن کے فضائل ومراتب قرآن وحدیث میں وارد ہیں، ان سے کسی مردمومن کو مجال انکار نہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُ“

یعنی اللہ کے بندوں میں علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

(قرآن مجید، سورۃ الفاطر، پ:۲۲)

اور حدیث نبوی میں ہے:

”فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِی عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ. اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِىْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتِ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ."

یعنی عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری تمھارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے۔ نیز زمین وآسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں، اور مچھلیاں پانی میں اس کے لیے دعاے خیر کرتی ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"اِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِىْ جَوْفِ الْمَاءِ".

بیشک ہر وہ چیز جو زمین وآسمان میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

اس قبیل کے علماے کرام، شریعت اسلام کے صحیح پاسبان اور سچے امانت دار ہوتے ہیں جو اپنے اعمال حسنہ کے ذریعہ قوم وملت تک دینی احکام پہنچانے میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے۔ خواہ اس

کے لیے انھیں کتنی ہی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، وہ اپنے علم و عمل سے بندگان خدا کی دینی رہنمائی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔

حضور امین شریعت بھی وہ عالم ربانی، شریعت کے پاسبان اور سچے امانت دار ہیں، جو دینی امانت کو مخلوق خدا تک پہنچانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اسی لیے آپ ''امین شریعت'' کے لقب سے ملقب ہیں کہ آپ نے ہر حال میں شریعت مطہرہ کی نمایاں پاسداری اور رہنمائی کی اور بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی دین وسنیت کے فروغ واستحکام میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

شبیہ مفتی اعظم ہند

حضور امین شریعت نہ صرف مفتی اعظم ہند کی ظاہری شکل وشباہت کے حامل ہیں، بلکہ ان کی باطنی صفات، خیرات وحسنات، ذکر وشکر، صبر وتحمل، اخلاص ووفا، عبادت وریاضت، تقویٰ اور پرہیز گاری وغیرہ تمام صفات حسنہ اپنی ذات کے اندر لیے ہوئے ہیں۔ اسی لیے آپ کو ''شبیہ مفتی اعظم ہند'' بھی کہا جاتا ہے۔ اور مذکورہ

صفات حمیدہ واخلاق جمیلہ کو دیکھ کر کہنے والے آپ کو شبیہ مفتی اعظم ہند کہتے ہیں۔

مضامین ''امین شریعت '' کے مؤلف مولانا اشرف رضا صاحب لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ راقم الحروف حضرت کے دولت کدہ رائے پور میں تھا، اسی دوران ساؤتھ افریقہ سے خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند مولانا عبد الحمید افریقی صاحب کسی غرض سے رائے پور تشریف لائے۔ وہ حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضور امین شریعت کی زیارت کیے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا تھا، لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت تشریف فرماہیں تو دیدار کا شوق ہوا، اور حضرت کی زیارت کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی حضور امین شریعت اپنے حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور مولانا عبد الحمید افریقی صاحب کی حضور امین شریعت کے چہرۂ انور پر نگاہ پڑی تو برجستہ کہا: مفتی اعظم ہند کو دیکھنا ہے تو امین شریعت کو دیکھ لو۔

اور اپنے پیرومرشد کی یاد میں ان کی آنکھیں اشک بار

ہوگئیں، پھر مولانا عبد الحمید افریقی صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کی لکھی ہوئی نعت پاک حضرت کی بارگاہ میں پیش کی۔ اسی طرح جتنے علما حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے توآپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر، جو حسن کی کھلی ہوئی کتاب ہے، کہہ اٹھتے کہ مفتی اعظم ہند کو دیکھنا ہے توامین شریعت کو دیکھ لو۔ (مضامین امین شریعت، ص:۳۴)

مفتی اعظم ہند کی معیت و شفقت

حضور امین شریعت کو بچپن سے ہی مفتی اعظم ہند کی معیت و شفقت حاصل تھی۔ ایسے میں انھیں مفتی اعظم ہند کی کس درجہ شفقت ملی ہوگی اور ان سے کمال فیض حاصل ہوا ہوگا، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ان کی معیت اور ان کی شفقت و محبت کے تعلق سے امین شریعت خود تحریر فرماتے ہیں کہ سفر و حضر میں، بے شمار جلسوں میں حضرت کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ سب سے پہلے بنارس کی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء میں حضرت مجھے اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

دار العلوم شاہ عالم (احمد آباد) کے افتتاح کے موقع پر بھی

میں حضرت کے ساتھ تھا جس کے بعد گجرات کے دوسرے مقامات کا تقریباً ایک، ڈیڑھ ماہ دورہ رہا تھا۔

کانکیر ضلع بستر (مدھیہ پردیش) جہاں حضرت ہی کے ایما پر (جو عالمِ خواب میں فرمایا تھا) احقر ایک عرصہ سے مقیم ہے۔ اس علاقہ کا وہاں کے احباب کے اصرار پر حضرت نے کئی بار دورہ فرمایا اور میں حضرت کی خدمت میں ساتھ رہا۔

(مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ استقامت ماہ مئی ۱۹۸۳ء، ص:۳۵۶)

علم کا کوہ گراں

مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی اپنی تصنیف ”مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفا“ میں لکھتے ہیں:

حضرت مولانا سبطین رضا بریلوی نے راقم کے نام ایک مکتوب میں حضور مفتی اعظم ہند کے متعلق یہ چند الفاظ تحریر فرمائے کہ سیکڑوں خوبیاں آپ کی ذات مقدسہ میں پائی جاتی تھیں اور ان کی فطرت وعادت میں داخل تھیں۔ جو خوبیاں سب سے نمایاں نظر آتی ہیں، بلکہ آئے دن جن کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا وہ تھیں ان کی تواضع

اور انکساری، مخلوق خدا کی خدمت گزاری اور دنیا سے بے تعلقی و بے نیازی کہ جس کا آج کے علما و مشائخ میں فقدان نظر آتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ) اور یہ وہ پسندیدہ عادتیں تھیں جن کی وجہ سے انھوں نے سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں دلوں کو موہ لیا تھا۔

ذرا غور تو فرمایئے کہ علم کا وہ کوہ گراں جس کے سامنے وقت کا بڑے سے بڑا عالم بھی لب کشائی سے گھبراتا اور ان کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہو، لیکن کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت سے کسی بھی قول وفعل میں تعلی، تفوق، برتری کا کبھی بھی اظہار ہوا ہو۔ کبر ونخوت تو دور کی بات ہے۔ جب کہ آج حال یہ ہے کہ جس کو بھی تھوڑا سا علم حاصل ہو جاتا ہے وہ غرور علم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ہم چوں من دیگرے نیست۔ حضرت کی ساری زندگی خدمت خلق میں گزری۔ اپنی صحت وآرام کا خیال کیے بغیر آخری عمر تک مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہے۔

(مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص:۳۹۰)

فریقین کی باہمی الفت و محبت

امین شریعت نہ صرف حضرت مفتی اعظم ہند کی ظاہری شکل وشباہت میں باکمال ہیں بلکہ ان کی پاکیزہ سیرت وعادت کی صفات سے بھی مالا مال ہیں۔ دونوں کی باہمی الفت و محبت بھی ایسی جیسے کسی کامل شیخ کو مرید صادق سے ہوتی ہے۔ ایک شفیق استاذ کو ذہین شاگرد سے ہوتی ہے اور ماں باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ آپ مفتی اعظم ہند کے مطلوب بھی ہیں اور طالب بھی، ان کے معشوق بھی ہیں اور عاشق بھی اور ان کے محبوب بھی ہیں اور حبیب بھی۔ غرض کہ دونوں ہستیوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چلنے کی حسین ادائیں پیش کی ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ آپ کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور آپ بھی ان کی اتباع کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ آج آپ کا یہ عالم ہے کہ جب آپ کے سامنے مفتی اعظم ہند کا ذکر آجاتا ہے تو فرط محبت میں آپ کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ آپ نے مفتی اعظم ہند کے حج بیت اللہ سے واپسی پر جو

انھیں منظوم ہدیۂ تبریک پیش کیا تھا اس سے آپ کی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

پیارا بچّہ

مفتی اعظم ہند کی شفقت و محبت کے بارے میں امین شریعت فرماتے ہیں:

میرا زمانہ طالب علمی تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھانے کے لیے مجھے اپنے ہمراہ عید گاہ لے گئے تھے۔ چلتے وقت فرمایا تھا کہ گھر سے ایک عمامہ لے لو، میں نے حضرت ہی کا عمامہ لے لیا اور ساتھ چلا گیا۔ عید گاہ پہنچنے پر جب نماز کا وقت قریب آیا تو فرمایا کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت خود اٹھے تو سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے سر پر عمامہ باندھنے لگے۔ اسی دوران ایک صاحب نے جو مجھ سے واقف نہ تھے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو حضرت نے بکمال شفقت فرمایا کہ آپ نہیں جانتے، یہ میرا بچّہ ہے۔ پھر والد صاحب قبلہ کا نام (حسنین رضا بریلوی) لے کر فرمایا کہ ان کا لڑکا ہے۔

حضرت نے مجھ ناچیز کو بھی شرف خلافت سے نوازا ہے اور سند خلافت عطا فرماتے وقت میرا نام لکھنے سے پہلے اس میں بھی اپنے دست کرم سے ”الولد العزیز“ لکھا ہے جس کا معنٰی ہیں پیارا بچّہ۔

(مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ استقامت کان پور، ماہ مئی ۱۹۸۳ء، ص:۳۵۴)

القاب وآداب

دنیاے سنیت کے اکابر علماے اہل سنت وجماعت نے آپ کو جن القاب وآداب سے نوازا، وہ یہ ہیں:

(۱) امین شریعت، (۲) رہبر شریعت، (۳) حکیم الاسلام، (۴) شبیہ مفتی اعظم ہند۔

یہ وہ القاب وآداب ہیں جو علامہ موصوف کی ذات گرامی پر باحسن وجوہ صادق آتے ہیں۔

تاریخ ولادت

استاذ العلما حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے فرزند ارجمند حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں مدظلہ النورانی کی ولادت باسعادت ماہ نومبر ۱۹۲۷ء میں محلہ سوداگران بریلی شریف

میں ہوئی۔(مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفا، ص:۳۸۷)

جائے سکونت

آپ کی جائے پیدائش آپ کا آبائی مکان ہے، جو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف (یوپی) کے عقب میں واقع ہے۔اس مکان میں ایک عرصہ تک آپ کے دادا مولانا حسن رضا بریلوی سکونت پذیر رہے۔ اس کے بعد آپ کے والد ماجد مولانا حسنین رضا بریلوی رہتے رہے، پھر والد ماجد کسی وجہ سے پرانا شہر محلہ کانکیر ٹولہ، بریلی میں منتقل ہوگئے۔پُرانا شہر کا یہی محلہ آج آپ کا مسکن ہے۔

۱۹۷۴ء میں راقم الحروف کو ایک ہم سبق طالب علم کے ساتھ آپ کے دولت کدہ پر جانے اور آپ کے والد ماجد مولانا حسنین رضا خاں بریلوی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ والد گرامی نے ہمیں محبت سے اپنی چارپائی پر اپنے ساتھ بٹھا کر لال چائے سے ہماری خاطر داری کی تھی، جو اب بھی یاد ہے۔ان دنوں آپ بریلی سے باہر قیام پذیر تھے جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا۔

رسم تسمیہ خوانی

جب آپ کی ننھی سی عمر تھی تو آپ کے والدین کریمین نے آپ کے لیے تسمیہ یعنی بسم اللہ خوانی کا خاص انتظام کیا۔ آپ کے لیے عمدہ قسم کے نئے نئے کپڑے سلوائے گئے۔ آپ کو خوب سجا سنوار کر ننھا دولہا بنایا گیا اور آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا محمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ پڑھانے کی رسم ادا کرائی۔ اس خوشی کی تقریب میں آپ کے بہت سے قریبی رشتہ دار اور والد ماجد کے احباب کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔ یہ رسم تسمیہ آپ کے ماموں مولانا عبد الہادی صاحب کے مکان میں ہوئی۔

امین شریعت کا بچپن

آپ کا بچپن والدین کی نہایت شفقت و محبت کے زیر سایہ ناز و نعم اور خیر و خوبی کے ساتھ گزرا۔ عام طور پر چھوٹے اور نو عمر بچے لہو و لعب اور کھیل کود کی طرف زیادہ مائل رہتے اور سارا وقت کھیل کود میں برباد کرتے ہیں، مگر آپ کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ بے جا لہو

ولعب سے دور رکھنے کے لیے آپ کی خاص نگرانی کی جاتی تھی۔
محلے کے شریر اور کھلنڈرے بچوں سے ملنا سخت منع تھا۔ اس لیے
آپ کی شرست میں طفلانہ شرارت کا کوئی عنصر غالب نہ تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ بچپن میں آپ کی پیشانی سے متانت وسنجیدگی اور ذہانت
وشائستگی کا نور ٹپکتا تھا۔

چھوٹے قیدی کے بڑے نگراں

جس مکان میں آپ کا بچپن گزرا، اس میں ایک طرف آپ
کے نانا جان کی بیٹھک تھی تو دوسری طرف ماموں صاحب کی۔
دونوں صاحبان خاص طور پر آپ کی نگرانی کرتے تھے، اگر والد ماجد
نہ ہوتے تو ان کا خادم جسے انھوں نے بچپن سے پالا تھا، اس کو حکم
تھا کہ میری غیر موجودگی میں ان کی نگرانی رکھو کہ گھر سے باہر نہ
جانے پائیں۔ اس طرح آپ گھر میں قید و بند کے پابند کر دیے گئے
تھے اور آپ کے خاص نگراں شفیق نانا، ماموں اور گھر کے خادم
تھے۔ اس نگرانی کے آپ ایسے عادی ہو گئے تھے کہ جہاں محلے
کے دوسرے بچے کھیل کود اور شرارت میں وقت گنواتے تھے،

آپ شوق سے کتابیں پڑھنے اور لکھنے کی مشق میں مصروف رہتے تھے۔ گویا آپ کی علمی و قلمی مصروفیت زبان حال سے کہتی تھی۔

مجھے دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن میرا
مروں گا میں کتابوں پر، ورق ہوگا کفن میرا

تعلیم کی ابتدا اور انتہا

آپ کی تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا یعنی آپ کے ابتدائی استاد والدین ہیں۔ قرآن پاک حافظ سید شبیر علی رضوی بریلوی سے پڑھا۔ ابتدائی فارسی، اردو اور خوش نویسی کی مشق خود والد ماجد نے کرائی۔ خطوط نویسی کی کتاب اور فارسی ماموں مرحوم سے بھی پڑھی۔ اس وقت شمس العلما قاضی شمس الدین رضوی جونپوری جامعہ رضویہ واقع مرزائی مسجد محلہ گھیر جعفر خاں پُرانا شہر بریلی میں مدرس تھے، ان سے میزان، منشعب وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ آپ ان کے ہمراہ روزانہ مدرسہ جایا کرتے تھے۔ ان کی صحبت بابرکت نے آپ کو علم کا کندن بنا دیا۔

آپ نے بچپن ہی سے علم فقہ وغیرہ میں مہارت حاصل کر

لی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور ابتدا سے انتہا تک تمام کتب متداولہ کی یہیں پر تعلیم حاصل کی اور یہیں سے سند فضیلت پائی۔ علم طب کی خاطر دو سال کے لیے آپ اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسلپوری کے ہمراہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے جدید علوم میں ماہرین علوم سے فیض حاصل کیا۔

اساتذۂ کرام

آپ نے جن اساتذۂ کرام سے باضابطہ تعلیم حاصل کی، وہ علم وفن میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کے اساتذۂ کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں بریلوی، (۲) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، (۳) محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں، (۴) شمس العلما علامہ قاضی شمس الدین احمد جعفری جونپوری مصنف قانون شریعت، (۵) مولانا طفیل احمد صاحب پنجاب، (۶) مولانا عبد الحفیظ صاب بریلی شریف،

(۷) شیخ الادب مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی، (۸) مولانا حافظ عبد الرؤف رضوی بلیاوی، (۹) علامہ مفتی وقار الدین صاحب، (۱۰) مولانا ظہیر الدین زیدی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، (۱۱) علامہ غلام یٰسین رضوی، پورنوی، (۱۲) مولانا عبد الہادی صاحب بریلی شریف، (۱۳) حافظ سید شبیر علی رضوی بریلی شریف۔

ان اساتذۂ کرام کے علاوہ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بھی علمی وروحانی فیوض حاصل کیے۔

بیعت وخلافت

آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے آپ کو نوعمری ہی میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کرا دیا تھا۔ حضور امین شریعت کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اجازت وخلافت اور نقوش وتعویذات کی اجازت بھی فرمائی۔ آپ کے والد ماجد علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ، حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل ہونے کے باوجود کسی کو مرید نہیں فرماتے بلکہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں مرید ہونے کو حاضر ہوتا تو آپ اسے حضور مفتی اعظم

ہند علیہ الرحمہ سے مرید ہونے کا مشورہ دیتے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے تینوں صاحبزادوں (حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب، صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ اور حبیب میاں صاحب) کو بھی حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کرایا۔ (مضامین امین شریعت، ص:۱۹)

مفتی اعظم ہند سے بیعت کا سبب

برادر حضور امین شریعت حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے ہیں:

جب والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور آپ نے اپنے شہزادوں کے لیے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا انتخاب کیوں فرمایا؟ تو آپ ارشاد فرمانے لگے: میں نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا بچپن دیکھا، پھر جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں۔ انھیں ہمیشہ عالم باعمل (اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے) پایا۔ لہٰذا میں نے اپنے تینوں بیٹوں کی بیعت کے لیے انھیں کا انتخاب کیا ہے۔ (ص:۱۹)

عقد و مناکحت

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے انتخاب سے آپ کی شادی فتح پور کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ یہ شادی ۲۸/ مارچ ۱۹۵۷ء بروز چہار شنبہ بعد نماز عصر بڑی مسجد آم والی محل جہانگیر آباد (بھوپال) میں حضرت علامہ مفتی عبد الرشید خاں فتح پوری علیہ الرحمۃ کی صاحب زادی کے ساتھ ہوئی۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں مفتی مالوہ حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب اندوری نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ عقد نکاح کی رسم شریعت کے مطابق نہایت سادہ طریقہ سے ادا کی گئی۔

اولاد و اطفال

آپ کو سات اولاد ہوئیں، جن میں دو صاحب زادوں کا انتقال ہوگیا، باقی دو صاحب زادے (۱) سلمان رضا خاں، (۲) نعمان رضا خاں اور تین صاحب زادیاں بقید حیات ہیں۔

تدریسی و تنظیمی خدمات

دینی علوم سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے بعد حضور امین شریعت نے درس و تدریس کا آغاز دارالعلوم مظہر اسلام بریلی سے کیا۔ اس کے بعد قاری غلام محی الدین شیری رضوی کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال میں تین سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اس دوران مدارس اسلامیہ کے سالانہ امتحانات میں ممتحن کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۵۸ء میں ناگ پور تشریف لائے اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ مقرر کیے گئے اور تین سال تک اس عہدہ پر قائم رہے۔ ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے آپ مجلس شوریٰ کے خاص رکن بھی رہے۔ مجلس شوریٰ کے اراکین آپ کی خداداد صلاحیت و ذہانت سے بہت متاثر تھے۔ دانشوران قوم آپ کے مشوروں کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

۱۹۶۳ء میں مدھیہ پردیش کے کانکیر، کیش کال ضلع بستر میں مدارس و مساجد کی تعمیرات میں اساسی طور پر اہم حصہ لیا۔ مدرسہ فیض الاسلام کیش کال میں ۱۵؍سال سے زیادہ عرصہ تک

تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دیں۔ ابھی آپ رائے پور میں ادارۂ اہلِ سنت کے سرپرست اورنگراں ہیں۔ الغرض بریلی سے لے کرنینی تال، ناگ پور، کانکیر کیش کال اور رائے پور تک آپ نے جس اخلاص و محبت اور بے لوث خدمات کر کے دینی فرائض انجام دیے ہیں، انھیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

دینی اور تبلیغی خدمات

حضور امین شریعت کے مریدین و معتقدین کی کثرت، تعداد اور مدارس و مساجد کی تعمیرات اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کی دینی و تبلیغی خدمات وسیع اور کثیر ہیں۔ جن کے لیے آپ نے برسوں بے اندازہ جد و جہد کی ہے اور اس کے لیے ذہنی اور جسمانی طور پر بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ ان کے لیے سفر و حضر کی صعوبتیں اور تکلیفیں بھی برداشت کی ہیں۔ ساتھ ہی آپ کو حکومت وقت اور عوام کالا نعام کی طرف سے بہت سی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔

دراصل حضور امین شریعت صرف نام کے پیر نہیں جو اپنے

مریدوں کے گھروں میں دھرنا ڈال کر سہولت کی روٹیاں توڑتے اور عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپ وہ مرشد برحق اور سچے شیخ طریقت ہیں جو خود دیتے اور دوسروں کو دلاتے ہیں، خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ غریبوں، محتاجوں کی خبر گیری کرتے اور حسب حیثیت ان کی مدد کرتے ہیں۔ آج بھی ان کے عالی خاندان کی یہ ریت ہے کہ:

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

خواب میں کانکیر کا نظارہ

۱۹۶۳ء میں حضور امین شریعت شہر کانکیر ضلع بستر (چھتیس گڑھ) تشریف لائے۔ جب آپ نے وہاں کا نظارہ کیا تو فرمایا: یہ تو وہی جگہ ہے جسے میں نے عالمِ خواب میں دیکھا ہے۔ یعنی جب آپ بریلی شریف میں تھے تو خواب میں دیکھا کہ ایک ندی ہے، جسے دودھ ندی کہا جاتا ہے، اس میں آگے آگے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہیں ان کے پیچھے مفتی عبد الرشید فتح پوری اشرفی علیہ الرحمہ ہیں (جو

حضور امین شریعت کے سسر صاحب تھے) اور ان کے پیچھے میں ہوں یعنی (امین شریعت)۔ کچھ روز آپ وہاں رہے، پھر وہاں کے لوگوں کے اصرار پر آپ مستقل طور پر وہیں رہنے لگے۔

(مضامین امین شریعت، ص:۲۹)

کانکیر میں علم و معرفت کی روشنی

جس زمانہ میں حضور امین شریعت کانکیر تشریف لائے اس وقت پوری مسلم آبادی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ نے اس ماحول میں نہایت استقلال واستقامت کے ساتھ رضائے الٰہی پر قائم رہتے ہوئے علم و معرفت کی شمع روشن کی۔ چھتیس گڑھ اور ہندوستان کے اکثر اضلاع کا دورہ فرمایا، جدھر سے گزر جاتے آبادیاں (آپ کی زیارت کے لیے) ٹوٹ پڑتیں اور انسانوں کا میلہ لگ جاتا۔ (ایسے میں) عاشقوں کا ہجوم قابل دید ہوتا۔

(مضامین امین شریعت، ص:۲۹)

امین شریعت کا انداز خطابت

حضور امین شریعت کی تقریر و خطابت اگر چہ آسان لفظوں

میں سادہ اور سنجیدہ ہوتیں ہیں مگر آپ کی سادگی اور سنجیدہ بیانی پر دوسرے پیشہ ور خطیبوں اور مقرروں کی لفاظی، چرب زبانی اور شعلہ بیانی قربان ہے۔ خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا خاں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی تقریریں سنجیدہ ہوا کرتی ہیں جن سے سامعین پر محویت طاری ہوجاتی ہے۔ حضور ﷺ کی محبت تو جان ایمان اور ذکر مصطفیٰ ﷺ مومن کی روح کی غذا ہے، لیکن جب بھی آپ اپنے شیریں کلام سے تقریر فرماتے ہیں تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جہاں مسرت و شادمانی کا ذکر ہوتا ہے تو آپ بھی مسرور دکھائی دیتے ہیں اور جہاں تکلیف یا صدمہ کا ذکر ہوتا ہے تو آپ کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار واضح دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی اخلاص بھری ہدایت اور دعوت و تبلیغ نے مسلمانوں کے دلوں میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ (ص:۲۲)

صبر واستقامت کا پہاڑ

تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں دین اسلام کے جتنے بھی مبلغین گزرے ان پر بڑی بڑی مصیبتیں اور آفتیں آئیں اور انھیں امتحان خدا

وندی کے صبر آزما لمحوں سے گزرنا پڑا۔

کیوں کہ ارشاد خداوندی ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ۔ (پ:۲۰،ع:۱۲)

یعنی کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

(کنزالایمان)

یعنی جان ومال کے بدلے سخت تکلیفوں، ہر قسم کی مصیبتوں، ذوق والی عبادتوں اور نفسانی خواہشوں کے ترک سے آزمائش ہوگی تاکہ ان کے ایمان کی حقیقت خوب ظاہر اور مومن ومنافق میں امتیاز پیدا ہوجائے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم علمائے کرام اور اولیائے عظام تک کو راہ حق میں بے شمار اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، اور اس آزمائش میں وہ پورے طور پر کامیاب وکامران بھی ہوئے۔

اس حقیقت کے پیش نظر حضور امین شریعت کو بھی عوام کالا نعام سے لے کر اعلیٰ حکام وقت تک کی طرف سے بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ مخالفین نے آپ کو خوب ستائے، مگر آپ صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر تبلیغ دین متین اور اشاعت حق کی راہ میں ڈٹے رہے۔ بالآخر خدائے پاک نے آپ کو کامیابی وفتح یابی سے ہمکنار کیا۔

بنجر زمین میں پھولوں کی کھیتی

مدھیہ پردیش کے چھتیس گڑھ جیسی سرزمین جو دین ومذہب، علم وعرفان، تہذیب وتمدن، اسلامی آداب سے یکسر خالی اور بنجر تھی۔ حضور امین شریعت نے مسلسل اپنی محنت وکاوش سے اس میں شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کے رنگ برنگ پھولوں کی کھیتی اگادی، یا یوں کہیے کہ اس خشک اور سنگلاخ زمین کو آب معرفت سے سیراب کرکے سرسبز وشاداب اور لہلاتا گلزار بنایا۔

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا خاں صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے ایمان وعقیدے کے ایسے گل

بوٹے کھلائے کہ یہ بنجر زمین رشک گلستاں بن گئی۔ آپ نے مقامات کثیرہ کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ آپ کے سفر دنیوی منافع اور ذاتی مقاصد کے لیے نہ تھے، بلکہ صرف اور صرف تبلیغ دین، فروغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے تھے۔ آپ کا مقصد حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کا مشن لوگوں تک پہنچانا تھا۔ الغرض آپ کے دورے نے بے شمار لوگوں کو پاکیزہ، بے شمار مریضوں کو مسیحا اور بے شمار گمراہوں کو ہدایت کا مینار بنا دیا۔ (مضامین امین شریعت، ص:۳۱)

امین شریعت کی زندۂ جاوید یادگاریں

روز شب کی مسلسل دینی تبلیغی کاوشوں کے نتیجے میں آپ کی جو زندۂ جاوید یادگاریں موجود ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) دارالعلوم امین شریعت کانکیر، (۲) مسجد امین شریعت کانکیر، (۳) دار العلوم فیض الاسلام کیش کال، (۴) ادارۂ شرعیہ اہل سنت رائے پور، (۵) دار العلوم انوار مصطفیٰ رائے پور، (٦) رضا مسجد رائے پور۔

حضور امین شریعت کی یہ وہ جیتی جاگتی علمی وعرفانی یادگاریں ہیں جنھیں ہر کوئی آج کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ملک میں بہت سے مدارس اہلِ سنت آپ کی سرپرستی میں قائم ہوئے، جواب تک دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف

تصنیف وتالیف میں آپ کی کوئی کتاب تو میری نظر سے نہیں گزری مگر ماہنامہ، رسالوں اور ان کے نمبروں میں آپ کے جو مضامین دیکھے وہ اعتقاد وعمل اور اصلاح وہدایت کے تعلق سے نہایت گراں قدر اور قیمتی ہیں۔ ساتھ ہی اس بات کے متقاضی ہیں کہ ؎

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو بوند بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

اثر پذیری کے اعتبار سے آپ کے چند مضامین ہی کافی اور وافی ہیں۔ پھر بھی حسب موقع اصلاح امت کے لیے بہت سے مضامین لکھے اور ماہنامہ، رسالوں اور نمبروں میں شائع کرائے۔

فصاحت وبلاغت کا سدا بہار چمن

حضور امین شریعت کے رشحات قلم سے نکلے ہوئے اصلاحی مضامین کیا ہیں ؟ در اصل فصاحت وبلاغت کا سدا بہار چمن ہیں، جن میں اعتقاد وعمل،سیرت واخلاق، اصلاح وہدایت اور تصوف وطریقت کے خوش رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں جن کی مہک سے مشام ایمان معطر ہوجاتا ہے اور قاری کا دل عبادت وتقویٰ کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ یہ اصلاحی مضامین سیکڑوں کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں جنھیں بار بار پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

مضامین کے دل نشیں عنوانات

آپ نے اپنے مطبوعہ مضامین میں قوم وملت کو جن دل نشیں عنوانات سے مخاطب کیا ہے، میں یہاں صرف ان کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں کیوں کہ اس کتاب میں تفصیلات کی گنجائش نہیں ہے ۔ جو حضرات آپ کی دل کش تحریروں کو تفصیل سے پڑھنا چاہیں وہ ذکر کردہ ماہناموں کے نمبر اور کتاب ’’مضامین امین شریعت‘‘ پڑھ کر معلوم کریں۔

عنوانات مع حوالہ جات حسب ذیل ہیں:

(۱)- منفرد شخصیت۔

(سیرت مفتیٔ اعظم ہند، ماہنامہ استقامت، کان پور، مفتیٔ اعظم نمبر، ماہ مئی ۱۹۸۳ء)

(۲)- ماہ محرم اور مفتیٔ اعظم۔

(سیرت مفتیٔ اعظم ماہنامہ، اعلیٰ حضرت بریلوی، مفتیٔ اعظم نمبر ۱۹۹۰ء)

(۳)- آئینۂ قیامت کے سرقہ کی پُراسرار داستان۔

(سارق: مفتی شوکت علی فہمیؔ دہلوی ایڈیٹر ماہنامہ دین ودنیا دہلی، ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مولانا حسن رضا بریلوی نمبر، اگست ۱۹۹۴ء)

(۴)- ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینے میں۔

(ماہنامہ سنی دنیا بریلی، مارچ ۲۰۰۰ء)

(۵)- ان سے (بدعقیدوں سے) اتحاد نہیں ہو سکتا۔

(۶)- اخلاق سے وہ فاتح عالم ہوئے۔

(۷)- اہل طائف کا سلوک۔

(۸)- مسلمان کی شناخت، اخوت و مساوات۔

(۹)- ظلم کا بدلہ معافی۔

(۱۰)- خطا و قصور کو معاف کرنا سیکھو۔

(۱۱)- اخلاق کریمانہ پر عمل۔

(۱۲)- پستی اور زوال کی نشانی۔

(۱۳)- کائنات کا دولھا(سیرت رسول،۱۱/اپریل ۲۰۰۰ء)

(۱۴)- نماز(فضائل وفوائد)

(۱۵)- نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟(اقوال زریں)۔

(۱۶)- مراسم محرم اور مسلمان۔

(۱۷)- تعزیہ داری(رد)۔

(۱۸)- دعاے عاشورہ۔

(۱۹)- دعاے عاشورہ کی فضیلت۔

(۲۰)- دعاے عاشورہ کی ترکیب۔

(۲۱)- عاشورہ کی رات کی نفل نمازیں۔

(۲۲)- عاشورہ کے دن کی نفل نمازیں۔

(۲۳)- داڑھی والوں کے لیے خوشخبری۔

(۲۴)- برادر زادۂ اعلیٰ حضرت(سیرت استاذ العلما)۔

(۲۵)- یکے از مردان حق(سیرت مجاہد ملت)۔

(۲۶)- صدر العلما پیکر حلم وبُردباری۔

(سیرت صدر العلما، محدث بریلوی نمبر)۔

(۲۷)۔ ٹی۔وی کے مضر اثرات (تحقیقات)۔
(۲۸)۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز (تحقیقات)۔

امین شریعت کا ذوق شاعری

آپ کو دیگر علوم وفنون کے ساتھ شعر وشاعری کا بھی لطیف وعمدہ ذوق ہے جو خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ فنی اعتبار سے اس میں آپ کو ملکہ حاصل ہے۔ تخلص سبطینؔ ہے۔ صنف نعت میں آپ بہترین اشعار کہتے ہیں اور اس میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ آپ کی شاعری میں خلوص ومحبت اور حب رسول کی بھرپور چاشنی ہے جو پڑھنے اور گنگنانے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جس سے قارئین کو آپ کی شاعرانہ مہارت اور قادر الکلامی کا اندازہ ہوگا اور محظوظ بھی ہوں گے۔

چمنستان نعت

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہا وہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں

نسیم باغ طیبہ غنچۂ دل کو کھلاتی ہے
خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ہر رگِ جاں میں
کوئی کیا جانے کیا رفعت ہے تیرے فرق انور میں
قسم وارد ہوئی خاک قدم کی تیرے قرآں میں
از آدم تا بہ عیسیٰ آپ ہی کی آبیاری ہے
کھلے ہیں پھول رحمت کے نبوت کے گلستاں میں
نہیں ہے قوت پرواز جب روح القدس کو بھی
تو پھر کس کو رسائی ہو تمھارے راز پنہاں میں
ترے کوچے میں مرنا جب حیات جاودانی ہے!
میں کیا مجنوں ہوں جو دوں جان جا کر ایک بیاباں میں
تمنا ہے ترے دربار میں سبطینؔ کی یارب!
کہ اٹھوں حشر کے دن زمرۂ احمد رضا خاں میں

نعت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلد گلدستہ ہے اک شاہا ترے دربار کا
آفتاب اک زرد پتّہ ہے ترے گلزار کا

واہ کیا کہنا ہے جلوہ تیرے پُر انوار کا
سوزباں سے مدح خواں ہے گل ترے رخسار کا
ابروے پُرخم بھی کیا ہیں احمد مختار کے
رزم گاہِ بدر میں ہے معرکہ تلوار کا
گنگنانا کروٹیں ہرسو بدلنا بار بار
دید کے قابل ہے نقشہ آپ کے بیمار کا
آپ کی تحریر میں یا سیدی احمد رضا
خوب جلوہ ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار کا
دشمنان دین احمد زخم سے اب چور ہیں
وار ایسا سخت ہے شاہا تری تلوار کا
اے خدا سبطینؔ کو سبطین کا خادم بنا
اور پیکر ذوالفقار حیدرِ کرّار کا

نعت پاک ﷺ

جس شخص پر نگاہ کرم ہو حضور کی
بارش ہو، اس پہ رحمت ربّ غفور کی

محبوب انس ہی نہیں محبوب کُل ہو تم
ہے بے قرار ہجر میں لکڑی کھجور کی
ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھنچا ہوا
خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور و قصور کی
ٹھٹکو نہ خوف جرم سے جنت کی راہ لو
آئی صدا یہ شافع یوم النشور کی
ظلمت کا کیوں نشاں ہو شبستان دہر میں
چھٹکی ہوئی ہے چاندنی احمدؐ کے نور کی
سبطینؔ جام عشق محمد پیا کرو
تا حشر بھی کمی نہ ہو کیف و سرور کی

نعت پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

حق تعالیٰ نے انھیں کا بول بالا کردیا
وصف عالی آپ کا اِنَّا فَتَحۡنَا کر دیا
ہیں زمین وآسماں بھی آپ کے زیر نگیں
اک اشارے میں قمر کو بھی دو نیما کر دیا

میں ہوں مسلمؔ ، ہے بخاریؔ بر زباں، مشکوٰۃؔ دل
اسم مصباح محمد نے اجالا کر دیا
بر سر شمشیر میرے ڈگمگائے تھے قدم
ربِّ سلّم کی صدا نے پار بیڑا کر دیا
ہے مری مشکوٰہ دل میں ان کی رفعت کا چراغ
اے نکیرو! اس نے مرقد میں اجالا کر دیا
صرف انساں کا نہیں محبوب سب کا کردیا
اور ستون خشک کو بھی ان پہ شیدا کر دیا
حشر میں تھی پُر خطر سبطینؔ کی حالت مگر
ان کی رحمت نے سر میزاں اشارہ کر دیا

نعت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آستاں پہ تیرے گر ناصیہ فرسائی ہو
تب تمنا دلِ سبطینؔ کی بر آئی ہو
خاک دربار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لگاؤ سرمہ
قلب میں نور ہو اور آنکھ میں بینائی ہو

حشر میں جب کہ ہو دیدار تو میں رقص کروں
میں تماشا بنوں، مخلوق تماشائی ہو
رشک عشاق بنوں عشق نبی میں یا رب!
وہ ہے یکتا تو مجھے عشق میں یکتائی ہو
عیب پوشی گنہگار ہے عادت ان کی
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو
پرچم دین کو اس شان کی پہنائی ہو
سارے عالم میں فقط اس کی گھٹا چھائی ہو
کفر کی کوئی بھی طاقت نہیں پھیرے گی اسے
خدمت دیں کے لیے جس نے قسم کھائی ہو
تمھیں غالب، تمھیں منصور، تمھیں ہوحاکم
شرط یہ ہے تمھیں ایمان میں یکتائی ہو
جب کہ مرقد میں بھی سبطین کے مونس ہوں گے
اس کا کیا غم کہ مجھے قبر میں تنہائی ہو

نعت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ مرے دل میں ہے قربان ایسی خلوت کے
وہ شمع بزم ہے قربان ایسی جلوت کے
مرے گناہ پہ دامن ہے پردہ پوشی کا
زہے نصیب مرے جرم اور ندامت کا
مَلے جو خاک مدینہ کو اپنے چہرے پر
حسیں زمانے کے خواہاں ہوں اس کی صورت کے
قمر کو شق کیا، خورشید تم نے پھیر دیا
فلک پہ چل گئے سکّے تری حکومت کے
تمھاری عقل پہ پتھر پڑے ہیں بولہبی
کہ پتھروں نے بھی کلمے پڑھے رسالت کے
کسی کی کشت گل زرد پر ہے آس بندھی
کہ جھالے برسیں گے اس پر بھی ابر رحمت کے
چلو چلو مری جنت میں رنج وغم کیا ہے
یہ پیارے پیارے ہیں ارشاد شاہِ جنت کے

وہ ہاتھ جا کے یدُ اللہ سے ملے سبطینؑ
جو دست پاک نبی میں ہیں ہاتھ بیعت کے

نعت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مجھے چشم رضواں اِدھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
تمھارے دیاروں کی ہر ایک مسجد
اذاں میں بلالی اثر ڈھونڈتی ہے
مری روح پہنچے مدینے کو فوراً
کہ جبریل کے بال وپر ڈھونڈتی ہے
میں کیوں ٹھوکریں در بدر کھاؤں جا کر
مری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے
مسلمان تجھ میں اب ہندی حکومت
علی کا سا قلب وجگر ڈھونڈتی ہے
دم جنگ کہتے تھے سبطینؑ حیدر
مری تیغ کافر کا سر ڈھونڈتی ہے

ہدیۂ تبریک: در شان مفتی اعظم ہند

مبارک رخصت ہو کے مصطفیٰ سے مصطفیٰ آئے
خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمان خدا آئے
ادائے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو
وہاں سے دولت کونین لے کے مرحبا آئے
خدا کے فضل سے ذرے بھی اب پائیں گے تابانی
ضیائیں لے کے طیبہ سے ہمارے پیشوا آئے
یہ کیسی رحمتوں کی بدلیاں چھائیں زمانے پر
زیارت کر کے شاید مصطفیٰ کی مصطفیٰ آئے
مسرت ہی مسرت ہو رہی ہے اہلِ سنت کو
ادائے فرض کر کے آج ان کے پیشوا آئے
مَلوں قدموں سے آنکھیں چشم ایماں کو کروں روشن
مبارک سنیو! ابن شہ احمد رضا آئے
مجھے مشکل ہے اے آقا پہنچنا دشت طیبہ میں
جو تم چاہو تو اے مولا یہ سبطینؔ رضا آئے

نظم: عادت نماز کی

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
لشکر ہو تم خدا کا جماعت میں آملو
فوجی سلام ہے یہ جماعت نماز کی
ہے انبیا میں ختم رسل کا جو مرتبہ
ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
چمکیں گے دست وپاے مصلیٰ بروز حشر
کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی
سجدے میں تھے حسین کہ سر کر لیا جدا
دے گی زمینِ سجدہ شہادت نماز کی
محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا
وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی
افسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی
کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی

سبطینؑ انبیا ورسل جس قدر ہوئے
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

حج وزیارت حرمین

راقم الحروف کوحضور امین شریعت کے حج وزیارت حرمین کی تفصیلات کا توپتہ نہ چل سکا، مگر معتبر قول کے مطابق آپ چھ بار حج وزیارت حرمین سے مشرف ہو چکے ہیں۔لیکن کب کب حج وزیارت کوتشریف لے گئے تاہنوز اس کا حال معلوم نہ ہوسکا، پھر بھی آپ کی یہ بڑی سعادت ہے جسے حاصل کرنے کا آپ کو بار بار موقع ملا۔

حسن وجمال کا نورانی پیکر

حضور امین شریعت جومفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے شبیہ اور ہم شکل ہیں نہایت جاذب قلب ونظر ہیں۔آپ کا میانہ قد، اعتدال پسندی پر دلالت کرتا ہے۔گول معتدل سر بھرپور علم وحکمت پر دال ہے، سرخی مائل گورا رنگ جوحسن میں نکھار پیدا کرتا ہے، نورانی چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے، آنکھیں خوب صورت، روشن اور چمک

دار جنھیں دیکھ کر بیگانے بھی اپنے ہوجاتے ہیں، سفید گھنی اور نورانی داڑھی جو سچی نیابت رسول کی آئینہ دار ہے، آواز نہایت شیریں اور نرم جسے سن کر سنگ دل انسان بھی موم ہوجائے، مزاج شبنمی جسے دیکھ کر غضبناک آدمی سرد پڑجائے، رفتار عالمانہ جس سے علم و حکمت اور شریعت وطریقت کا وقار ٹپکتا ہے، گفتار نہایت سنجیدہ، سادہ اور مہذب جسے دیکھ، سن کر مخاطب باادب بن جاتا ہے، لہجہ شائستہ اور فصیح و بلیغ جو سننے والے کو سدا ہی بھائے، تبسم دل آویز جسے کوئی ایک بار دیکھ لے تو دل سے نہ جائے۔ غرض کہ آپ ہر اعتبار سے حسن و جمال کا نورانی پیکر ہیں۔

حسن اخلاق کا مجسمہ

حضور امین شریعت اَلْحُبُّ فِی اللہِ وَالْبُغْضُ فِی اللہ کے مظہر ہیں یعنی جس سے محبت کرتے ہیں تو اللہ کے لیے اور جس سے بغض وعداوت رکھتے ہیں تو اللہ کے لیے۔ آپ کا ہر کام خدا ور سول کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ نیز تصوف وطریقت کے تعلق سے انسانی معاملات میں آپ کا رحم وکرم، عدل وانصاف، معافی وتلافی، صبر

وتوکل، حلم وبردباری، عجزوانکساری، اخلاص ووفا، مروت ورواداری، مریضوں کی عیادت،عقیدت مندوں کی مزاج پرسی، اپنی تعظیم وتکریم سے استغنا، طبیعت میں سادگی وصفائی، تقلیل طعام، تقلیل منام، تقلیل کلام یعنی کم کھانا، کم سونا، کم بولناوغیرہ اخلاق حسنہ کی جتنی اقسام ہیں وہ سب آپ کی ذات والا صفات میں موجود ہیں ۔غرض کہ آپ کی ذات نفسانیت سے پاک اور للّٰہیت سے معمور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیکھنے والے آپ کو جس زاویۂ نظر سے دیکھتے ہیں آپ حسن اخلاق کا مجسمہ اور سنت رسول کی چلتی پھرتی تصویر نظر آتے ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت

مسلک اعلیٰ حضرت کے متعلق ہم نے عرض کیا ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی یہ شان ہے
دین کا آئینہ حق کی پہچان ہے
دور حاضر میں اس پہ جو ہے معترض
وہ فریبی ہے، جھوٹا ہے، شیطان ہے

آج کل لوگ رسمی طور پر مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کے

نعرے لگاتے، لگواتے ہیں مگر ان میں اکثر مسلک اعلیٰ حضرت سے عملاً منحرف اور اس کی ترویج واشاعت سے دور ہیں، بلکہ بعض خانقاہ کے گدی نشین اس نعرہ سے چڑھتے بھی ہیں، پتہ نہیں وہ کس مسلک کے راہی ہیں۔ مطالعہ ومشاہدہ کی بنیاد پر ایسے لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کو بھناتے اور در پردہ اپنی صلح کلیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے آج بھی یہ جاہلانہ ومفسدانہ سوال اٹھتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیوں؟ مسلک امام اعظم کیوں نہیں؟

حالاں کہ بیس سال پہلے علماے اہل سنت اس سوال کا مفصل اور مدلل جواب دے چکے ہیں اور آج بھی دیا جارہا ہے، مگر علماے سوء اور مفت کے مفتیوں کی سمجھ میں بات نہیں آرہی ہے۔ حضور امین شریعت جن کی زندگی کا نصب العین مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ہے نعرۂ مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق فرماتے ہیں:

مسلک اعلیٰ حضرت ہمارے اکابر کا پسندیدہ نعرہ ہے، اس کی مخالفت یا اس سے نفرت شیطانی وسوسہ سے کم نہیں۔

آپ ابتدا سے لے کر آج تک تمام مسائل میں اپنے قول

وفعل سے مسلک اعلیٰ حضرت کی سچی ترجمانی فرمارہے ہیں۔

امتیازی خصوصیات

عہد حاضر کے علماے دین میں دین وتقویٰ کے اعتبار سے وہ امتیازی خصوصیات بہت کم نظر آتی ہیں، جو نائبین رسول شان ہوا کرتی ہیں۔ زیادہ تر ایسے علما کا وجود نا مسعود ہے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
تحریر سے دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

اس قبیل کے بعض علما میں دنیا داری اس قدر بڑھی دکھائی دیتی ہے کہ ان میں عبادت وتقویٰ کی پابندی تو دور، وہ جائز وناجائز اور حلال وحرام کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور دنیا کے پیچھے بے محابہ دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر اس کا نتیجہ بقول اکبر الہ آبادی ۔

دنیا ہی نہ درست، نہ قائم ہی دین ہے
زر کی طلب میں شیخ بھی کوڑی کا تین ہے

البتہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں امین شریعت، پیر طریقت علامہ

سبطین رضا خاں بریلوی و تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا بریلوی مد ظلہم العالی جیسی چند ایسی پاکیزہ ہستیوں کا وجود مسعود ہے جن کی دنیا بھی درست اور دین بھی قائم ہے۔ کیوں کہ ان مقدس حضرات میں دین و تقویٰ کی وہ ساری امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ہر مومن کے لیے لازم ہیں۔ ان کی ذات اقدس میں دینی صفات حسنہ و اخلاق حمیدہ کی تمام امتیازی خصوصیات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اگر تاج الشریعہ مفتی اعظم ہند کے نور نظر ہیں تو امین شریعت ان کے لخت جگر جنھوں نے قوم و ملت کے سامنے اپنی عبادت و تقویٰ کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند کی صحیح ترین ترجمانی پیش کی ہے۔ جب کہ موجودہ عصر میں کھوّا پکوّا مدرسوں اور مکتبوں کے عالموں، پیشہ ور واعظوں، نقلی ڈھونگی پیروں اور جعلی سیّدوں نے قوم و ملت کے ذہن و خیال کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔

ولایت کی سربلندی

ولی وہ مومن صالح ہے، جس کو معرفت و قرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ملا ہو۔ اکثر شریعت کے مطابق ریاضت و عبادت کرنے

کے بعد ولایت کا درجہ ملتا ہے اور کبھی ابتداءً بلا ریاضت و مجاہدہ بھی مل جاتا ہے۔ تمام اولیا میں سب سے بڑا درجہ حضرات خلفاے اربعہ کا ہے۔ اولیا ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن ان کا پہچاننا آسان نہیں۔ حضرات اولیا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہے جو ان سے مدد مانگے ہزاروں کوس کی دوری سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔ ان کا علم نہایت وسیع ہوتا ہے حتیٰ کہ بعضوں کو ماکان و مایکون و لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔

(قانون شریعت، ج:۱، ص:۳۲)

صاحب ولایت کو ولی کہتے ہیں اور ولی کی جمع اولیا ہے۔ تصرف و اختیار کے تعلق سے اولیا کی کئی قسمیں ہیں اور ان کے احوال و احکام جداگانہ ہیں، مگر ہوش و گوش کی حالت میں ولی کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا اور نیک و پرہیز گار ہونا لازم ہے۔ اولیا کو علم اور خدا کی بارگاہ میں نزدیکی و مقبولیت کا ایک خاص درجہ ملا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان کے لیے دور اور نزدیک کا فاصلہ کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ بعض اولیا کا علم اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ اب تک جو کچھ ہوا ، اور آگے جو کچھ ہو گا نیز لوح محفوظ میں جتنی باتیں لکھی جا چکی ہیں وہ

ان سب باتوں کی خبر رکھتے اور ان کی اطلاع دیتے ہیں۔ تمام ولیوں میں سب سے بڑا درجہ خلفاے اربعہ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

ولی کی اصل پہچان

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ولیوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاتِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" (پ: ۱۱، ع:۱۲)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ولی کی خاص پہچان اس کا مومن اور متقی و پرہیز گار ہونا ہے، جس میں ایمان اور تقویٰ و پرہیز

گاری نہیں وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

ولی کے باطنی اوصاف

ولی وہ مسلمان ہے، جو بقدر طاقت بشری ذات وصفات باری تعالیٰ کا عارف ہو۔ احکام شرع کا پابند ہو، اور لذات وشہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

"اَلْوَلِیُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تَعَالیٰ وَصِفَاتِهٖ حَسْبَ مَايُمْكِنُ الْمُوَاظِبَ الطَّاعَاتِ الْمُجْتَنِبَ عَنِ الْمَعَاصِیْ اَلْمُعْرِضَ عَنِ الْاِنْهِمَاكِ فِی اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ" (انوار الحدیث، ص: ۴۸۵)

یعنی ولی کی باطنی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت اور پہچان رکھنے والا، شریعت کے سارے احکام بجالانے والا اور جسم وجسمانیات کی تمام شہوتوں اور لذتوں کو ترک کرنے والا ہو۔

ولایت اور اولیا کے مسائل وعقائد

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجلّ اپنے برگزیدہ

بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ: ولایت وہبی شے ہے، نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کر لے، البتہ غالبًا اعمال حسنہ اس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتدا مل جاتی ہے۔

مسئلہ: ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو، خواہ اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ نے اس پر علم منکشف کر دیا ہو۔

عقیدہ: تمام اولیاے اولین وآخرین سے اولیاے محمد یین یعنی اس امت کے اولیا افضل ہیں اور تمام اولیاے محمد یین میں سب سے زیادہ معرفت وقرب الٰہی میں خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

عقیدہ: طریقت منافی شریعت نہیں۔ وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل متصوف جو یہ کہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے، شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے کو شریعت سے آزاد سمجھنا کفر والحاد۔

مسئلہ: احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ بعض جُہّال جو یہ کہ دیتے ہیں کہ شریعت

راستہ ہے۔ راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"صَدَقُوْا الْقَدْ وَصَلُوْا وَلٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلَی النَّارْ".

وہ سچ کہتے ہیں، بے شک پہنچے مگر کہاں، جہنم کو۔

البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلم شریعت اٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

(بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۷)

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کا مدد گار ہوتا ہے

ولی کی اصل "ولا" ہے، جو قرب و نصرت کے معنیٰ میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے، جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور طاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائل قدرت الٰہیہ کو دیکھے اور جب

سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے اپنے رب کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قرب الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اولیا کی ہے۔ بندہ جب اس حال میں پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص:۲۵۷)

ہر ولی اپنے درجے کی فضیلت رکھتا ہے

متکلّمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو، اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے:

ولی وہ ہے، جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔

ابن زید نے کہا کہ: ولی وہی ہے، جس میں وہ صفت ہو، جو اس آیت میں مذکور ہے:

"اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ".

یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

بعض علما نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں، جو خالص اللہ کے لیے محبت کریں۔

اولیا کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔بعض اکابر نے فرمایا:

ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے۔یا ولی وہ ہیں جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو، اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لیے وقف ہو گئے ہوں۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے۔ جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک

بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص:۲۵۷)

ولی سے اللہ راضی ہے

آیتِ کریمہ میں جو "لهم البشرىٰ" ہے تو اس خوش خبری سے یا تو وہ مراد ہے جو پرہیز گار ایمان داروں کو قرآن کریم میں جابجا دی گئی ہے، یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے، یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفت الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے جب ولی خواب دیکھتا ہے تو اس کا خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مرادلی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ:

سید عالم ﷺ سے عرض کیا گیا اس شخص کے لیے کیا

ارشاد فرماتے ہیں، جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں یا مومن کے لیے بشارت عاجلہ ہے؟

علما فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضاے الٰہی اور اللہ سے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔

قتادہ نے کہا کہ: ملائکہ وقت موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔

عطا کا قول ہے کہ: دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقت موت سناتے ہیں۔ اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص:۲۵۷)

ولی کے دشمن سے خدا کا اعلان جنگ

بخاری شریف کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ

بِالْحَرْبِ".

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے، میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن ہے، وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہوجائے۔ (خدا کی پناہ)۔

یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے، صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے۔ ایک سود خور، دوسرے دشمن اولیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"۔

علما فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ (مرقاۃ، مرأۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۰۹)

خدا تک پہنچنے کا محبوب ذریعہ

مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا:

"وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ".

یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے۔ اسی لیے صوفیا فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتی۔ بندۂ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ میرا پیارا ہو جاتا ہے۔کیوں کہ وہ فرائض کا جامع ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے۔ محبت سے مراد کامل محبت ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھیں۔ نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔(مرأۃ المناجیح،ج:۳،ص:۳۰۹)

ولی کے کاموں میں خدا کے کام

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَمَا یَزَالَ عَبۡدِیۡ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحۡبَبۡتُہٗ فَاِذَا اَحۡبَبۡتُہٗ فَکُنۡتُ سَمۡعَہُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِیۡ یَبۡصُرُ بِہٖ وَ یَدَہُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِھَا وَرِجۡلَہُ الَّتِیۡ یَمۡشِیۡ بِھَا وَاِنۡ سَاَلَنِیۡ لَاُعۡطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسۡتَعَاذَنِیۡ

لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْئٍ اَنَا فَاعِلَهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یُکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا یُبْدَلَهٗ مِنْهٗ" (بخاری شریف)

اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی تردد نہیں کرتا جیسے کہ میں اس مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا اِدھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ (مرأۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ولی میں حلول نہیں کرتا

اس حدیث کی عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدائے تعالیٰ ولی

میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ، یا پھول میں رنگ و بو۔ خدائے تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔ بلکہ اس کے چند مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضا گناہ کے لائق نہیں رہتے، ہمیشہ ان سے نیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں۔ اس پر عبادت آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرا رہا ہوں، یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضا کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے، ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے، ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدا کی طاقتیں اس کے اعضا میں کام کرتی ہیں۔ اور وہ ایسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی، عاصف برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک کے

واقعات بچشم ملاحظہ فرمالیے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں۔ آج تار کی طاقت سے ریڈیو، تار، وائرلیس، ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھارہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا۔اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیا کے منکر ہیں۔ بعض صوفیا جوش میں "مَا اَعْظَمَ شَانِی" کہہ گئے، بعض نے کہا: "مَافِی جَیْبِیْ اِلَّا اللہ" یہ سب اسی فنا کے آثار تھے۔

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چوں روا باشد انا اللہ از درخت
کے روا نہ بود کہ گوید نیک بخت

(مرآۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۱۰)

اولیا مقبول الدعا ہوتے ہیں

بارگاہ الٰہی میں برگزیدہ بندے کی قبولیت دعا کے بارے میں شارحین حدیث فرماتے ہیں کہ وہ بندہ مقبول الدعا بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے، یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں۔معلوم ہوا کہ اولیا، رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں۔ تو جو شخص ان سے دعا

کرائے اس کی قبول ہوگی اور جوان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آجائیں گے۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ! بدر گاہت پناہ آوردہ ام
ہم چوں کا ہے آمدم کوہ گناہ آوردہ ام

(مراۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۱۰)

مجذوب اور سالک ولی کی کیفیت

ولی اللہ وہ بندہ ہے، جس کا اللہ تعالیٰ والی و وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ".

اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہو جائے۔

پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مُراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مُرید ہے۔ وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد۔ فرق صرف ابتدا میں ہے۔ یہ مقام قال سے ورا ہے، حال سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۰۹)

ولی سے عداوت اور اختلاف رائے میں فرق

خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت و عناد کہ وہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے، اسی کا یہاں ذکر ہے۔ اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے، یہ نہ کفر ہے نہ فسق۔ لہٰذا حدیث کی بنا پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں، ان کو بُرا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا، عناد نہ تھا۔ عناد واختلاف میں بڑا فرق ہے۔ حتیٰ کہ حضرت سارہ کو اس بنا پر بُرا نہیں کہا جاسکتا کہ انھوں نے حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کی مخالفت کی۔ اس لیے یہاں "عادیٰ" فرمایا، "خالف" نہ فرمایا اور "لی ولیا" فرمایا "ولی اللہ" نہ فرمایا۔ (مراۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۰۹)

انبیا و اولیا کی وفات کا حال

رب تعالیٰ کی طرف سے انبیا و اولیا کی موت کے توقف و تامل میں شارح حدیث فرماتے ہیں:

سبحان اللہ ! کیا ناز و ادا والا کلام ہے یعنی میں رب ہوں اور

اپنے کسی فیصلہ میں کبھی نہ توقف کرتا ہوں نہ تامل۔ جو چاہوں حکم دوں مگر ایک موقع پر ہم توقف و تامل فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ کسی ولی کا وقت موت آجائے اور وہ ولی ابھی مرنا نہ چاہے تو ہم اسے فوراً نہیں مار دیتے بلکہ اسے اولاً موت کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ جنت اور وہاں کی نعمت اسے دکھا دیتے ہیں اور بیماریاں اور پریشانیاں اس پر نازل کر دیتے ہیں جس سے اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے اور آخرت کا مشتاق، پھر وہ خود آنا چاہتا ہے اور خوشی خوشی ہنستا ہوا ہمارے پاس آتا ہے۔

یہاں تردد کے معنی حیرانی و پریشانی نہیں کہ وہ بے علمی سے ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو فقیر نے عرض کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ اس حدیث کی تفسیر ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کو موت وزندگی کا اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ حضرات اپنے اختیار سے خوشی خوشی موت قبول کرتے ہیں اور:

ع یار خنداں رود بجانب یار

کا ظہور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں قضا آید تبسم بر لب اوست

غرض کہ ہماری موت تو چھوٹنے کا دن ہے اور انبیا و اولیا کی وفات پیاروں سے ملنے کا دن۔ اسی لیے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ، مشیت، رضا، کرامت میں بہت فرق ہے۔ بعض چیزیں رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں، مگر ان کا ارادہ ہے۔ بعض چیزیں پسند ہیں مگر ان کا ارادہ نہیں۔ (مراۃ المناجیح، ج:۳، ص:۳۱۱)

فاسق و فاجر شخص ولی نہیں ہو سکتا

شریعت میں نافرمان کو فاسق اور بدکار کو فاجر کہتے ہیں۔ کسی مسلمان مومن کے ساتھ متقی و پرہیز گار ہونا شرط ہے اور یہ اولیاے کرام کی خاص صفت ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان تو ہے مگر اس میں شرع کے مطابق تقویٰ و پرہیزگاری نہیں ہے کہ فسق و فجور میں مست اور گناہوں میں مبتلا رہتا ہے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

فسق کے تین درجے

شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو، فسق کے تین درجے ہیں:

(۱) تغابی:۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہو، اور اس کو بُرا ہی جانتا رہا۔

(۲) انہماک:۔ یہ کہ کبیرہ کا عادی ہو گیا اور اس سے بچنے کی پرواہ نہ رہی۔

(۳) جحود:۔ کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے۔ اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ پہلے دو درجوں میں جب تک اکبر کبائر (شرک وکفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص:۵)

یعنی شریعت میں جو چیزیں حرام وگناہ ہیں، ان میں سب سے بڑا گناہ شرک وکفر ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے:

"اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ"۔

یعنی بیشک شرک بہت بڑی زیادتی ہے۔ اور مشرکین کے

بارے میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ"۔

یعنی شرک کرنے والے ناپاک ہیں۔ تو جب تک شرک وکفر کا مرتکب نہ ہوگا وہ مومن کہلائے گا، مگر مومن کو عام گناہ کبیرہ وصغیرہ یعنی بڑے چھوٹے گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

تقویٰ کی دو قسمیں

قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کی دو قسمیں ہیں۔ تقویٰ بدن، تقویٰ دل۔

تقویٰ بدن کا مدار اطاعت خدا اور رسول پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"۔

تو جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی، ان پر نہ خوف ہے، نہ وہ غمگین ہوں گے۔

"اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ"۔

ولی اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے تھے۔

"اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّكُمۡ فُرۡقَانًا"۔

اگر اللہ کی اطاعت کروگے تو تمھارے لیے فرق بتادے گا۔

دلی تقویٰ کا دارومدار اس پر ہے کہ اللہ کے پیاروں بلکہ جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے اس کی تعظیم وادب دل سے کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ"۔

جو کوئی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کی پرہیز گاری سے ہے۔

"وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ"۔

اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بہتری ہے۔ (علم القرآن، ص: ۳۳۔۳۴)

شعائر اللہ کیا ہیں؟

یہ بھی قرآن ہی سے پوچھو کہ شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں کیا

چیز ہیں؟ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

”اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا“۔

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ اس پر گناہ نہیں کہ ان پہاڑوں کا طواف کرے۔

صفا اور مروہ پہاڑ ہیں، جن پر حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات بار چڑھیں اور اتریں۔ اس اللہ والی کے قدم پڑ جانے کی برکت سے یہ دونوں پہاڑ شعائر اللہ بن گئے اور تاقیامت حاجیوں پر اس پاک بی بی کی نقل اتارنے میں ان پر چڑھنا اور اترنا سات بار لازم ہو گیا۔ بزرگوں کے قدم لگ جانے سے وہ چیز شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ فرماتا ہے:

”وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مُصَلًّی“۔

تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ (علم القرآن، ص:۳۴)

مقام ابراہیم کا مقام

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام

نے کعبۂ معظّمہ کی تعمیر کی۔ وہ بھی حضرت خلیل علیہ السلام کی برکت سے شعائر اللہ بن گیا اور اس کی تعظیم ایسی لازم ہوگئی کہ طواف کے نفل اس کے سامنے کھڑے ہوکر پڑھنا سنت ہو گیا کہ سجدہ میں سر اس پتھر کے سامنے جھکے۔ جب بزرگوں کے قدم پڑ جانے سے صفا و مروہ اور مقام ابراہیم شعائر اللہ بن گئے اور قابل تعظیم ہو گئے تو قبور انبیا و اولیا جن میں یہ حضرات دائمی قیام فرما ہیں، یقیناً شعائر اللہ ہیں اور ان کی تعظیم لازم ہے۔ (علم القرآن، ص:۳۵)

کوئی مرتد یا بدمذہب ولی نہیں ہو سکتا

ولی وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہو۔ کوئی مرتد یا بدمذہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔

(انوار الحدیث، ص:۴۸۶)

مرتد اسے کہتے ہیں جو مسلمان ہوکر اسلام سے پھر گیا۔ سارے بدمذہبوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ مذہب اہلِ سنت و جماعت سے پھر گئے اور دوسرا غلط مذہب اختیار کر لیا۔

بدمذہبوں کی لمبی لائن

حدیث میں ہے:

"سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ ثَلٰثاً وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً".

میری امت تہتر فرقے میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کیا:

"مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلُ اللهِ" وہ ناجی فرقہ کون ہے، یا رسول اللہ؟

آپ نے فرمایا:

"مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی" وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"هُمُ الْجَمَاعَةُ". وہ جماعت ہے۔ یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سواد اعظم کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، وہ جہنم میں الگ ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا

نام ”اہلِ سنت وجماعت“ ہوا۔ ان گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے۔ بعض ہندستان میں نہیں ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت کہ نہ وہ ہیں، نہ ان کا فتنہ، پھر ان کے تذکرہ سے کیا مطلب۔ جو ہندستان میں ہیں مختصراً ان کے عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

”اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ“.

اپنے کو ان سے دور رکھو اور انھیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں، وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(بہار شریعت، ج:۱، ص:۵۵)

اس کے بعد مصنف علیہ الرحمہ نے قادیانی، رافضی، وہابی اور غیر مقلدین چار بدمذہب فرقوں اور ان کے غیر اسلامی عقیدوں کا تفصیل سے ذکر کیا، جس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں۔

بدمذہبوں کی تاریخی عمریں

(۱) مرزائی:- اس فرقہ کی پیدائش مرزا غلام احمد قادیانی کے

وقت سے ہے یعنی بارہویں صدی کی پیداوار ہے۔ اس جماعت کی عمر سو برس ہے۔

(۲) چکڑالوی: اس فرقے کی پیدائش عبد اللہ چکڑالوی پنجابی کے وقت سے ہوئی یعنی اس کی عمر ایک سو پندرہ سال ہے۔

(۳) اثناعشری شیعہ:- اس فرقہ کی پیدائش بارہ اماموں کے وقت سے ہوئی کیوں کہ اثناعشر کے معنٰی ہیں بارہ امام۔ جب بارہ امام پیدا ہوئے تو یہ فرقہ ظہور میں آیا۔ اس لیے اس کی عمر تقریبًا گیارہ سو برس ہے۔ یعنی حضور انور ﷺ سے تین سو سال بعد میں ہوا۔خیال رہے کہ ان شیعہ کے عقیدہ میں امام مہدی پیدا ہوچکے ہیں جو قرآن لے کر چھپ گئے ہیں، قریب قیامت آئیں گے۔

(۴) وہابی:- خواہ دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اس فرقے کی پیداوار عبد الوہاب نجدی کے وقت سے ہوئی۔ لہٰذا اس کی عمر ایک سو بچھتر سال ہے۔ یعنی گیارہویں صدی میں پیدا ہوا۔

(۶،۵) بابی، بہائی:- ان دونوں فرقوں کی پیداوار بہاء اللہ اور عبد اللہ باب کے زمانہ میں ہوئی۔ ان کی عمر سو برس سے بھی کم

ہے۔(علم القرآن، ص:۲۰۶)

سچے مذہب کی پہچان

اسلام میں آج بہت سے فرقے ہیں اور ہر فرقہ اپنے کو حق کہتا ہے اور ہر ایک قرآن سے اپنا مذہب ثابت کرتا ہے۔ قرآن سے پوچھو کہ سچا مذہب کون ہے؟ وہ فرماتا ہے:

"يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ"۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"۔

ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے اور ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔

"اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"۔

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی تو تم ان ہی کی راہ پر چلو۔

ان مذکور آیتوں سے معلوم ہوا کہ سچے مذہب کی پہچان دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس مذہب میں سچے لوگ یعنی اولیا اللہ، صالحین، علماے ربانی ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ عام مومنین کا مذہب ہو۔ چھوٹے چھوٹے فرقے جن میں اولیا، صالحین نہیں، وہ غلط راستے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے:

"اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ".

یعنی حضور ﷺ کے زمانہ سے اب تک جس مذہب پر عام مسلمان رہے ہوں وہ قبول کرو۔ یہ دونوں علامتیں آج صرف مذہب اہلِ سنت میں پائی جاتی ہیں۔ قادیانی، شیعہ، وہابی، دیو بندی، چکڑالوی میں نہ اولیا اللہ تھے، نہ ہیں۔ قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی اسی سنی مذہب میں گزرے ہیں اور اسی مذہب میں آج ہیں۔ نیز حضور ﷺ کی تعظیم، ان سے حاجتیں مانگنا، حضور ﷺ کے لیے علم غیب ماننا وغیرہ تمام چیزیں عام مسلمانوں کا مذہب رہا اور ہے۔ (علم القرآن، ص:۲۰۵)

مذہب اہلِ سنت کی قدامت و حقانیت

اہلِ سنت والجماعت: جب سے سنت رسول ﷺ دنیا میں آئی تب سے یہ مذہب آیا یعنی جو عمر سنت رسول ﷺ کی ہے، وہی اس مذہب کی ہے اور چوں کہ مسلمانوں کی عام جماعت کا یہی مذہب ہے۔ لہٰذا اس فرقے کا نام اہلِ سنت والجماعت یعنی سنت رسول اور جماعت مسلمین والا فرقہ۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ یہی فرقہ حق ہے۔ اگر چہ قرآن پاک کا ترجمہ سب کرتے ہیں، حدیثیں سب دبائے پھرتے ہیں اور علما سارے فرقوں میں ہیں مگر صادقین یعنی اولیاے کاملین حضور غوث پاک، خواجۂ اجمیر، خواجہ بہاء الدین نقشبند، شیخ شہاب الدین سہروردی، گذشتہ اولیا اللہ اور موجودہ اولیاے کرام تونسہ شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، علی پور شریف، بٹالہ شریف وغیرہ تمام آستانے والے اسی مذہب پر ہیں۔ لہٰذا ان آیات نے صاف طور پر بتایا کہ یہی مذہب حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر ہم سب کو رکھے اور اسی پر خاتمہ کرے، آمین۔ (علم القرآن، ص:۲۰۷)

بدمذہب فرقوں کے پیدا ہونے کا سبب

صاحب تصانیف کثیرہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ گجرات (پاکستان) ترجمۂ قرآن کے تعلق سے اپنی کتاب ”علم القرآن الترجمۃ الفرقان“ کے مقدمہ میں پانچ دہائی قبل کے عام مسلمانوں کی سادگی اور ان کی دینی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آج سے پچاس سال پہلے مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ عام مسلمان قرآن کریم کی تلاوت محض ثواب کی غرض سے کرتے تھے اور روزانہ کے ضروری مسائل، پاکی، پلیدی، روزہ ونماز کے احکام میں بہت محنت اور کوشش کرتے تھے۔ عام مسلمان قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ دریا ناپیدا کنار ہے، اس میں غوطہ وہی لگائے جو شناور ہو۔ بے جانے بوجھے دریا میں کودنا جان سے ہاتھ دھونا ہے اور بے علم وفہم کے قرآن شریف کے ترجمے کو ہاتھ لگانا اپنے ایمان برباد کرنا ہے۔ نیز ہر مسلمان کا خیال تھا کہ قرآن شریف کے ترجمے کا سوال ہم سے نہ قبر میں ہوگا، نہ حشر

میں ۔ہم سے سوال عبادت ، معاملات کا ہوگا، اسے کوشش سے حاصل کرو۔ یہ تو عوام کی روش تھی۔

ترجمۂ قرآن کے لیے علماے کرام میں فنی استعداد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: رہے علماے کرام اور فضلاے کرام، ان کا طریہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے ترجمے کے لیے تقریبًا اکیس علوم میں محنت کرتے تھے۔ مثلاً صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، ادب، لغت، منطق، فلسفہ، حساب، جیومیٹری، فقہ، تفسیر، حدیث، کلام، جغرافیہ، تواریخ اور تصوف واصول وغیرہ وغیرہ۔ ان علوم میں اپنی عمر کا کافی حصہ صرف کرتے تھے۔ جب نہایت جاں فشانی اور عرق ریزی سے ان علوم میں پوری مہارت حاصل کرلیتے تب قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرتے، پھر بھی اتنی احتیاط سے کہ آیات متشابہت کو ہاتھ نہ لگاتے تھے، کیوں کہ اس قسم کی آیتیں رب تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے درمیان راز و نیاز میں اغیار کو یار کے معاملہ میں دخل دینا روا نہیں۔

میان طالب و مطلوب رمز یست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

رہیں آیات محکمات، ان کے ترجمہ میں کوشش تو کرتے مگر گذشتہ سارے علوم کا لحاظ رکھتے ہوئے مفسرین، محدثین، فقہا کے فرمان پر نظر کرتے ہوئے پھر بھی پوری کوشش کرنے کے باوجود قرآن کریم کے سامنے اپنے کو طفل مکتب جانتے تھے۔

ترجمۂ قرآن میں علمائے کرام کا طریقہ اور عوام کی بدمذہبوں سے ناآشنائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس کا طریقۂ کار کا فائدہ یہ تھا کہ مسلمان بدمذہبی، لادینی کا شکار نہ ہوتے تھے۔ وہ جانتے بھی نہ تھے کہ قادیانی کس بلا کا نام ہے؟ اور دیوبندی کا کہاں بھوت ہے؟ غیرمقلدیت پنچریت کس آفت کو کہتے ہیں؟ چکڑالوی کس جانور کا نام ہے؟

علما کے وعظ خوف خدا، عظمت و ہیبت حضور محمد مصطفیٰ ﷺ، مسائل دینیہ اور عملی معلومات سے بھرے ہوتے تھے۔ وعظ سننے والے وعظ سن کر مسائل ایسے یاد کرتے تھے جیسے آج طالب علم سبق پڑھ کر تکرار کرتے ہیں کہ آج مولوی صاحب نے فلاں فلاں مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ غرض کہ عجیب نوری زمانہ تھا اور عجب نورانی لوگ تھے۔

تبدیل زمانہ کے ساتھ نادان دوستوں اور دوست نما دشمنوں نے عام مسلمانوں میں ترجمۂ قرآن کرنے اور سیکھنے کا جو طریقہ اختیار کیا، اس کے متعلق فرماتے ہیں:

اچانک زمانہ کا رنگ بدلا، ہوا کے رخ میں تبدیلی ہوئی۔ بعض نادان دوستوں اور دوست نما دشمنوں نے عام مسلمانوں میں ترجمۂ قرآن کرنے اور سیکھنے کا جذبہ پیدا کیا اور عوام کو سمجھایا کہ قرآن عوام ہی کی ہدایت کے لیے آیا ہے اس کا سمجھنا بہت سہل ہے۔ ہر شخص اپنی عقل و سمجھ سے ترجمہ کرے اور احکام نکالے، اس کے لیے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ عوام میں یہ خیال یہاں تک پھیلایا کہ لوگوں نے قرآن کو معمولی کتاب اور قرآن والے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معمولی بشر سمجھ کر قرآن کے ترجمے بے دھڑک شروع کر دیے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کا انکار بلکہ اس ذات کریم سے برابری کا دعویٰ شروع کر دیا۔

اب عوام جہلا یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ خواندہ ناخواندہ انگریزی تعلیم یافتہ لغت کی تھوڑی باتیں یاد کر کے بڑے دعوے سے قرآن کا ترجمہ کر رہے ہیں اور جو کچھ اس کی ناقص سمجھ میں آتا ہے

اسے وحی الٰہی سمجھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں روزانہ نئے نئے فرقے پیدا ہو رہے ہیں اور ایک دوسرے کو کافر، مشرک، مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔

ہر مذہب کی دعوت الی القرآن کے بارے میں فرماتے ہیں:

آج ہر بد مذہب ہر شخص کو قرآن کی طرف بلا رہا ہے کہ آؤ میرا دین قرآن سے ثابت ہے۔ اسی پُر فتن زمانہ کی خبر حضور سید عالم ﷺ نے دی تھی اور ایسے دجالوں کا ذکر سرکار نے فرمایا تھا:

"یَدْعُوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللہِ"

وہ گمراہ گروہ ہر ایک کو قرآن کی طرف بلائے گا۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَاِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا"۔

مسلمان اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر گونگے اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے۔

مرزا غلام احمد ادیانی نے دعوۂ نبوّت کیا اور اپنی نبوت کے ثبوت میں قرآن ہی کو پیش کیا، اور کہا کہ قرآن کہتا ہے:

"اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ"۔
اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول اور پیغمبر چنتا رہے گا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر، رسول آتے ہی رہیں گے وغیرہ غیرہ۔ غرض کہ اندھا دھند ترجمے بے ایمانی کی جڑ ہیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ لو جو چاہو بکواس کرو اور قرآن سے ثابت کرو۔

ترجمۂ قرآن کی دشواریوں کا ذکر کرتے ہوئے حکیم الامت فرماتے ہیں:

قرآن شریف عربی زبان میں اترا۔ عربی زبان نہایت گہری زبان ہے۔ اولاً عربی زبان میں ایک لفظ کے کئی معنیٰ آتے ہیں جیسے "ولی" کہ اس کے معنیٰ ہیں دوست، قریب، مددگار، معبود، ہادی، وارث، والی۔ اور یہ لفظ ہر معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اب اگر ایک مقام کے معنیٰ دوسرے مقام پر جڑ دیے جائیں تو بہت جگہ کفر لازم آجاوے گا۔

پھر ایک ہی لفظ ایک معنیٰ میں مختلف لفظوں کے ساتھ مل کر مختلف مضامین پیدا کرتا ہے۔ مثلاً شہادت بمعنیٰ گواہی، اگر علیٰ کے ساتھ آئے تو خلاف گواہی بتاتا ہے اور اگر لام کے ساتھ

آئے تو موافق گواہی کے معنٰی دیتا ہے۔ لفظ قاؔل بمعنٰی کہا، اگر لاؔم کے ساتھ آوے تو معنٰی ہوں گے اس سے کہا، اگر فیؔ کے ساتھ آوے تو معنٰی ہوں گے اس کے بارے میں کہا، اگر منؔ کے ساتھ آوے تو معنٰی ہوں گے اس کی طرف سے کہا۔ ایسے ہی دعاؔ کہ قرآن میں اس کے معنٰی پکارنا، بلانا، مانگنا اور پوجنا ہیں۔ جب مانگنے اور دعا کرنے کے معنٰی میں ہوں تو اگر لاؔم کے ساتھ آوے گا تو اس کے معنٰی ہوں گے اسے دعا دی اور جب علیٰؔ کے ساتھ آوے تو معنٰی ہوں گے اسے بد دعا دی۔ اسی طرح عربی میں لاؔم، منؔ، عنؔ، بؔ سب کے معنٰی ہیں سےؔ لیکن اس کے موقع استعمال علیٰحدہ ہیں، اگر اس کا فرق نہ کیا جائے تو معنٰی فاسد ہو جاتے ہیں، پھر محاورۂ عرب فصاحت وبلاغت وغیرہ سب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اور ظاہر ہے کہ علم کامل کے بغیر یہ نہیں ہو سکتا اور جب عوام کے ہاتھ پہنچ جائے تو جو کچھ ترجمہ کا حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔ اس لیے آج اس ترجمہ کی برکت سے مسلمانوں میں بہت فرقے بن گئے ہیں۔ یہ مترجم حضرات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ جو ان کے کیے ہوئے

ترجمہ کو نہ مانے اسے مشرک، مرتد، کافر کہہ دیتے ہیں۔ تمام علما و صلحا کو کافر سمجھ کر اسلام کو صرف اپنے میں محدود سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ مولوی غلام اللہ خاں صاحب نے اپنی کتاب ''جواہر القرآن'' کے صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۳/ پر لکھا کہ جو کوئی نبی، ولی، پیر، فقیر کو مصیبتوں میں پکارے وہ کافر و مشرک ہے۔ اس کا کوئی نکاح نہیں اور صفحہ ۱۵۲/ پر تحریر فرمایا کہ اس قسم کی نذر و نیاز شرک ہے، اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اس فتویٰ سے سارے مسلمان بلکہ خود دیوبندیوں کے اکابر مشرک ہو گئے بلکہ خود مصنف صاحب کی بھی خیر نہیں، وہ بھی اس کی زد سے نہیں بچے۔

بتوں کی آیات، پیغمبروں پر کفار کی آیتیں مسلمانوں پر بے دھڑک چسپاں کر کے مصنف (غلام اللہ خاں) نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا بھر کے علما صوفیا، مومنین اور صالحین مشرک تھے اور مسلمان موحد۔ صرف میں ہی ہوں یا میری ذریت۔ بخاری شریف جلد دوم میں باب باندھا ہے:

''باب الخوارج والملحدین'' خارجیوں اور بے دینوں کا باب

وہاں ترجمہ باب میں فرمایا:

" وَكَانَ ابْنُ عَمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنِ ".

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجی ملحدوں کا اللہ کی مخلوق میں بدتر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان بے دینوں نے ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کیا یہی طریقہ اس ملحد (مولوی غلام اللہ) نے اختیار کیا۔ غرض کہ ترجمۂ قرآن کرنا ہی ایسی بڑی بیماری ہے جس کا انجام ایمان کا صفایا ہے۔ بے دھڑک ترجمے بڑی خرابیوں کی جڑ ہیں۔ اس سے قادیانی، پنجری، چکڑالوی، غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، مودودی، بابی، بہائی وغیرہ فرقے نبے۔ ان سب فرقوں کی جڑ خود ساختہ ترجمے ہیں۔

اپنی کتاب کی تصنیف کا سبب بتاتے ہوئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس بدتر حالات کو دیکھتے ہوئے میرے محترم دوست حضرت سید الحاج محمد معصوم شاہ صاحب قبلہ قادری، جیلانی نے بارہا فرمائش کی کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو میرے موجودہ ترجمۂ

قرآن پڑھنے والوں کے لیے رہبر کا کام دے جس میں ایسے قواعد و اصطلاحات اور مسائل بیان کر دیے جائیں جن کے مطالعہ سے ترجمہ پڑھنے والا دھوکہ نہ کھائے۔

چوں کہ یہ کام بڑا تھا اور میں کثرت مشاغل کی وجہ سے بالکل فارغ نہ تھا۔ اس لیے اس کام میں دیر لگتی رہی۔ اتفاقاً اس ماہ رمضان المبارک میں میرے محترم دوست قبلہ قاری الحاج احمد حسن صاحب خطیب عید گاہ گجرات میرے پاس ''جواہر القرآن'' لائے اور فرمایا کہ آپ لوگ آرام کر رہے ہیں اور ملحدین اس طرح مسلمانوں کو ترجمے دکھا کر گمراہ کر رہے ہیں، تب میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے ٹکڑے کھائے ہیں، انھیں کے نام پر پلا ہوں، ان کے دروازے کا ادنیٰ چوکیدار ہوں اگرچہ چوکیدار چور کو آتے دیکھ کر غفلت سے کام لے تو مجرم ہے۔ اس وقت میرا خاموش رہنا واقعی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم اور حضور سید عالم ﷺ کی رحمت پر بھروسہ کر کے اس طرف توجہ کی۔ اس کتاب کا نام ''علم القرآن لترجمۃ الفرقان'' رکھتا ہوں۔ اپنے رب کریم سے امید قبولیت ہے کہ جو کوئی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے

وہ مجھ گنہگار کے لیے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے گناہوں کا کفارہ اور توشۂ آخرت بنائے۔

"وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ".

انسانی قبیلہ سازی کا قرآنی مقصد

انسانی قبیلہ سازی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا"۔ (پ: ۲۶، ع: ۱۱)

اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ (کنزالایمان)

یعنی اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد حضرت آدم علیہ السلام اور ایک عورت حضرت حوا سے پیدا کیا۔ نسب کے اس انتہائی درجہ پر جاکر سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں تفاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں۔ سب برابر ہو، ایک جدِ اعلیٰ کی اولاد، ایک دوسرے کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف

نسبت نہ کرے، نہ یہ کہ اپنے نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے۔ اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا ہے جو انسان کے لیے شرافت و فضیلت کا سبب ہے اور جس سے اس کو بارگاہ الٰہی میں عزت خاص حاصل ہوتی ہے۔(تفسیر خزائن القرآن، ص:۶۱۵)

اس تفسیر سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو خاندانی غرور میں آکر بے جا فخر و تکبر کرتے ہیں اور دوسری برادری کے مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ شیخ، پٹھان، انصاری، منصوری، صدیقی، اور فاروقی وغیرہ خاندانی پہچانیں ہیں نہ کہ غرور و تکبر کا سبب۔ اس لیے قبیلہ و خاندان کی بنا پر فخر و تکبر کرنا جہالت و بدعقلی اور خیال شیطانی ہے۔ اصل سید نسبی فخر و غرور جیسی صفت ذم سے پاک اور مبرّیٰ ہوتا ہے۔

متقی مسلمان کی محبوبیت

قرآن کریم کی مذکورہ آیات کریمہ میں "لِتَعَارَفُوْا" کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"۔ (پ:۲۶، ع:۱۴)

یعنی بے شک اللہ کے یہاں عزت والا وہ، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔(کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت و افضلیت کا پرہیز گاری ہے، نہ کہ نسب۔(تفسیر خزائن القرآن، ص:۶۱۵)

یعنی تم میں اگر کسی کو خدا کے نزدیک زیادہ فضیلت و عظمت حاصل ہے تو وہ متی پرہیز گار مومن ہے۔ مسلمان کی پرہیز گاری سے بڑھ کر مال و دولت ،سلطنت و حکومت، خاندانی وجاہت اور حسن و جمال وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

حبشی غلام کی ایمان افروز شرط

مذکورہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا، جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی اقتدا میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہوگیا تو سید عالمین ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے، پھر اس

کی وفات ہوگئی اور رسول کریم ﷺ اس کے دفن میں تشریف لائے ۔ اس پر لوگوں نے کچھ کہا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(تفسیر خزائن القرآن، ص:۶۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ بیمار مسلمان کی عیادت ومزاج پرسی کرنا اور اس کے جنازہ میں شریک ہونا سنت رسول ہے۔ جیسا کہ آقاے دوعالم ﷺ نے حبشی غلام کی عیادت کی اور اس کے دفن میں تشریف لائے، جس میں حضور پاک نے آقا وغلام اور رنگ ونسل کا کوئی خیال نہیں فرمایا۔

سادات کی آڑ میں دنیا کا شکار

میں نے ایک گمشدہ نسب کا دریافت کردہ اور ساقط الاعتبار شخص کے بارے میں ایک قطعہ عرض کیا ہے۔

کہتا ہے خود کو سید بے دین نسل والا
جو پہلے رافضی تھا، دل کا سیاہ کالا
مکار ہے وہ اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھ کر
اپنے نسب کا کرتا ہے یوں ہی بول بالا

شیعہ رافضی خود کو سید کہتا اور لکھتا ہے۔ ناخواندہ جہال اسے اصلی سید سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کی خوب تعظیم و تکریم کرتے ہیں کیوں کہ انھیں اصلی نقلی سید کا فرق معلوم نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے مکار آدمی اپنی تعظیم و خدمت کے لیے ان سے خوب ہاتھ پاؤں چومواتا اور دولت دنیا حاصل کرتا ہے۔ ایسے جعلی، ڈھونگی سادات کے بارے میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ "اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَّ طَالِبُهَا كِلَابٌ". یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کُتے ہیں۔ اس قسم کے جعلی سادات کی روایت قدیم ہے جو اہل علم پر روشن ہے۔ ڈھونگی لوگ نہیں جانتے کہ حصول دنیا کی خاطر اپنے باپ دادا کے سوا خود کو غیر کی طرف منسوب کرنا شرعًا سخت منع ہے۔ دراصل اس قبیل کے لوگ سادات کی آڑ میں دنیا کا شکار کرتے ہیں جو قابل نفرت اور مذموم حرکت ہے۔

کرامت کی کرشمہ سازی

کرامت، ولایت سے مختص ہے اور یہ ولی اللہ کے لیے خاص ہے۔ خلاف عادت وہ حیرت انگیز بات جو کسی ولی کے قول و فعل اور

ارادہ سے ظاہر ہوا سے ''کرامت'' کہتے ہیں۔ جب کسی ولی سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے تو دیکھنے سننے والوں کی عقلیں حیران اور انسانی حکمت کی ساری موشگافیاں شرما کر رہ جاتی ہیں۔ جیسے حضور غوث اعظم بغدادی رضی اللہ عنہ کا بیک وقت ستّر مریدوں کے گھر جا کر دعوت کھانا، پھر اسی وقت کے اندر اپنے حجرہ میں ان کا موجود ہونا اور کھائے ہوئے مرغ کی ہڈیوں پر'' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' کہہ کر اسے زندہ کر دینا۔

خواجۂ اجمیری کے اشارے پر اَنا ساگر کا سارا پانی ان کے ایک کوزہ میں آجانا، پھر اس کوزے کو الٹ دینے سے پورا تالاب پانی سے لبالب بھر جانا وغیرہ۔ یہ وہ محیر العقول باتیں ہیں جن کے سمجھنے سے انسانی عقل قاصر ہے۔ کرامت ولی کی یہی شان ہے کیوں کہ اس کی مرضی میں خدائی مرضی کام کرتی ہے۔ اولیا کی کرامتیں لاکھوں ہیں جن سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ ان کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے۔

کہا جو دن کو یہ شب ہے، تو رات ہو کے رہی
تمھارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

کرامت اور معجزہ وغیرہ میں امتیازی فرق

عقیدہ: نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا اعلانیہ دعویٰ فرما کر محالات عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا اور منکروں کو اس کے مثل کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ عزوجلّ اس کے دعوے کے مطابق امر محال عادی ظاہر فرمادیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں، اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہو جانا اور ید بیضا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جِلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو کو اچھا کر دینا اور ہمارے حضور کے معجزے تو بہت ہیں۔

عقیدہ: جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

فائدہ: نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو، اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو

کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اسے معونت کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو، اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے۔

(بہار شریعت، ج:۱، ص:۱۷)

معجزہ انبیاے کرام کے لیے خاص ہے۔ غیر نبی سے معجزہ کا صدور ناممکن اور امرِ محال ہے۔

کرامت کے متعلق فقہی احکام

کرامت کے متعلق فقہاے کرام فرماتے ہیں:

کرامت حق ہے، اس کا انکار کرنے والا گمراہ، بدمذہب ہے۔

شرح فقہ اکبر صفحہ:۹۵ رمیں ہے:

” اَلْکَرَامَاتُ لِلْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ اَیْ ثَابِتٌ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ“.

اولیاے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے۔یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”اہل حق اتفاق دارند بر جواز وقوع کرامت از اولیاء و دلیل بر وقوع کرامت کتاب و سنت و تواتر اخبار است از صحابہ و من بعد ہم تواتر معنیٰ“

یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاے کرام سے کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ و تابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج:۴، ص:۵۸۵، انوار الحدیث، ص:۴۸۵)

مسئلہ: اولیاے کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔

مسئلہ: ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔

مسئلہ: ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعث برکت ہے۔

مسئلہ: انھیں ایصال ثواب نہایت موجب برکات و امر مستحب ہے۔

مسئلہ: عرس اولیاے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ

خوانی ونعت خوانی ووعظ وایصال ثواب اچھی چیز ہے، رہے منہیّات شرعیہ وہ توہر حالت میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔ (بہار شریعت، ج:۱، ص:۷۹)

امین شریعت کی ولایت وکرامت

دنیاے سنیت میں شیخ طریقت امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ رضوی بریلوی مد ظلہ العالی کی عظیم شخصیت ملکی سطح پر محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات میں شریعت وطریقت اور تقویٰ اور پرہیز گاری کی وہ تمام عمدہ باتیں پائی جاتی ہیں جو ولی ہونے کی خاص نشانی ہے۔ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ یقیناً ولی ابن ولی ہیں اور آپ کے ولی ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اب رہی بات آپ کی کرامات کی تو مسموع روایات کے مطابق آپ کی کرامتیں بے شمار ہیں، جنھیں عوام وخواص نے مشاہدہ کیا اور یقینی طور پر محسوس کیا ہے۔ حالاں کہ آپ کی سب سے

بڑی کرامت قرآن کریم اورسنت رسول ﷺ کی پوری پیروی ہے۔ پھر بھی محبین ومعتقدین آپ کی کرامات کو دلچسپی کے ساتھ پڑھنا اورسنا چاہیں گے۔ اس سلسلے میں اصحاب قلم حضرات سے گذارش ہے کہ وہ حضور امین شریعت کی چشم دید کرامات سے متعلق نفس واقعہ کو اپنے نام ومقام اور تخمینی تاریخ کے حوالوں سے لکھ کر راقم الحروف کے پتہ پر بھیج دیں تاکہ اس مجموعۂ کرامات کو کتاب کے اگلے ایڈیشن میں شائع کر دیا جائے اور خلاف عادت آپ کے ظہور کرامات کا یہ باب تشنہ نہ رہ جائے۔فقط

تحسین عالم تحسینؔ رضوی، بھاگلپوری

نوری منزل، پوسٹ سبحان پور، کٹوریہ، وایا عمر پور
ضلع بانکا (بہار) 813101
موبائل: 9955623646

امین شریعت کے والد علامہ حسنین رضا خاں بریلوی

حضور امین شریعت کی اجمالی سوانح حیات اور ولایت وکرامات سے متعلق مبسوط مباحث کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ آپ کے والد گرامی استاذ العلما حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مستطاب کے چند گوشوں پر بھی روشنی ڈالی جائے تاکہ قارئین کی معلومات میں خوش گوار اضافہ ہو۔

استاذ العلما کے تمام افعال وکردار میں وہ ساری پاکیزہ خصوصیات موجود تھیں ، جو اللہ والوں میں پائی جاتی ہیں۔ راقم الحروف کو ایک بار ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، جس کا ذکر ماقبل میں کیا جاچکا ہے۔ آپ تمام دینی علوم وفنون میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ زہد وورع، عبادت وریاضت اور حسن معاشرت میں یکتائے روز گار تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ سنت اولیا کا حسین نمونہ تھی۔

اس باب میں استاذ العلما کے احوال زندگی کو امین شریعت کی تحریر دل پذیر سے واضح کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اِسے

دلچسپی سے پڑھیں گے، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ جب امین شریعت کا یہ دینی مقام ہے تو ان کے والد ماجد کے علم وفضل، دین وتقویٰ اور عزت وکرامت کا کیا عالم رہا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت سے قرابت ونسبت

حضور امین شریعت اپنے مضمون میں اپنے والد ماجد علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں از اول تا آخر رقم طراز ہیں:

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسنؔ بریلوی علیہ الرحمۃ کے آپ منجھلے صاحبزادے تھے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا اور خلافت بھی۔ نیز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک صاحب زادی پہلے آپ کو منسوب ہوئیں تھیں، جن کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہوگیا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ آپ فاضل بریلوی کے حقیقی بھتیجے، شاگرد رشید اور خلیفہ وداماد تھے۔ حضرت نے اپنے دیوان میں جہاں خلفا کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں

انھیں اس طرح یاد فرمایا ہے۔

دے حسنینؔ وہ قبیح ان کو
جس سے بڑے کھِسیاتے یہ ہیں

علم وفضل اور درس وتدریس

تقریبًا اکیانوے برس کی عمر پائی۔حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ سے صرف چھ ماہ بڑے تھے اور ان کے ہم سبق رہے تھے۔تعلیم گھر ہی میں منظر اسلام میں حاصل کی۔ غالبًا اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا بھی تھا۔ نیز معقولات کی کچھ کتابیں رام پور جاکر وہاں کے مشہور عالم حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رام پوری سے بھی پڑھی تھیں۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف میں درس بھی دیا تھا۔

تلامذہ

شاگردوں میں بعض کے نام یہ ہیں:

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب پیلی بھیت، مولانا ابرار احمد صاحب صدیقی تلہری، مولانا حامد علی

صاحب رائے پوری، خاندانی افراد میں مولانا سردار علی خاں صاحب عرف عزو میاں، مولانا ادریس رضا خاں صاحب، مولانا اعجاز ولی خاں صاحب، حضرت تقدس علی خاں صاحب۔ جن میں اتفاق سے موئخر ذکر کے علاوہ باقی تمام حضرات یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

مولائے کریم ان سب کی مغفرت فرمائے، آمین۔

نمایاں خصوصیات

حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ میں خاندانی شرافت ونجابت وعلمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ خداداد ذہانت، زور قلم، حق گوئی و بے باکی، شگفتگی مزاج، حسن اخلاق، فیاضیِ طبع، سادگی، ایثار وقربانی، دین وملت ومخلوق خدا کی خدمت کا جذبۂ بیکراں۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جو ان میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں۔

اشاعتی خدمات

بعض نامساعد حالات کی بنا پر درس گاہ سے علیحدگی اختیار

کرنے کے بعد حسنی پریس کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا جو ایک زمانہ تک کام کرتا رہا اور کتب دینیہ بالخصوص رسائل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اشاعت کا کام اس سے بہت بڑے پیمانے پر ہوتا رہا ہے۔ بہت سے رسائل تو اپنے صرفہ سے چھاپے اور مفت تقسیم کرائے۔ اس دور کو ہر حیثیت سے ان کی زندگی کا شاندار دور کہا جاسکتا ہے۔ اس وقت صحت بھی بہت اچھی تھی اور فارغ البالی بھی تھی۔ شہر کے رؤوسا میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

اسی زمانہ میں خلافت کمیٹی، ندوی تحریک، فتنۂ وہابیت اور دوسرے اٹھنے والے فتنوں کے سدباب کے لیے شاہزادگان اعلیٰ حضرت حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و حضرت مفتی اعظم ہند مد ظلہ الاقدس و دیگر علماے کرام کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کا دست راست بن کے کام کرتے رہے۔ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی ماضی کی شان دار خدمات میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔

حلقۂ احباب

حلقۂ احباب بہت وسیع تھا، جس میں علما و مشایخ کے علاوہ

شہر وبیرون شہر کے بہت سے رؤسا ووکلا وبیرسٹران نیز سیاسی لیڈر، حکام اوراعلیٰ افسران، امیر وغریب غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے، جو آپ کے علم وفضل کے دل سے معترف تھے اور آپ کا ادب واحترام پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔ ان کی نشست گاہ پر صبح سے لے کر شام تک مقامی وبیرونی لوگوں کی آمد ورفت کا تانتا بندھا رہتا تھا، جن میں ملنے والوں کے علاوہ ضرورت مند بھی کثیر تعداد میں ہوتے تھے۔

احباب کا رنگ مجلس

ہمہ وقت مجلس گرم رہتی۔ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی لیکن کبھی غیر مہذب ناشائستہ گفتگو نہ فرماتے۔ انداز گفتگو اتنا پیارا اور دل پذیر ہوتا اور بات اتنی ٹھوس فرماتے کہ مخاطب کے دل میں اتر جاتی اور وہ مطمئن ہو جاتا، طبیعت اتنی مرنجا مرنج اور شگفتہ پائی تھی کہ کیسا ہی مغموم ومتفکر انسان آپ کے پاس آتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سارا رنج وغم بھول جاتا۔ ہر ماحول میں اپنے لیے گنجائش پیدا کر لینا اور ہر وقت برجستہ دماغ سے ایسی بات نکالنا کہ جو پورے ماحول

پر اثر انداز ہو، اس میں کمال حاصل تھا۔

مسخروں کو خاموش کرنے کی حکمت

چنانچہ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک ایسی محفل میں شریک ہوئے تھے کہ جس میں انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے نوجوانوں کا ایک اچھا خاصا گروپ بھی موجود تھا اور کچھ بزرگ اور معمر افراد بھی شریک محفل تھے، اور وہ نوجوان ایک خادم کو جو دماغ کا کچھ بودا تھا مغربی تہذیب کے مطابق انگریزوں کے بیررس (BEARERS) جیسا لباس پہنا کر اور اس طرح سجا کر لائے تھے کہ جب اس کا نام لے کر کوئی پکارتا تو وہ کھڑے ہو کر باآواز بلند جواب میں یس سر (YES SIR) کہتا جس پر خوب قہقہے لگتے، تالیاں بجتیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے یہ تماشا ہو رہا تھا۔

آپ نے محسوس فرمایا کہ یہ بات اسلامی تہذیب اور اس مجلس کے آداب کے خلاف ہے کہ جس میں کچھ بوڑھے اور معزز لوگ بھی شریک ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس وقت سختی سے روکا جاتا یا تفہیم کا کوئی دوسرا انداز اختیار کیا جاتا تو اس سے ناخوشگواری پیدا

ہونے کا قوی امکان تھا۔ لہٰذا آپ نے موقع پاکر خادم کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ یہ لوگ تمھیں بے وقوف بنا رہے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو؟

اس نے دریافت کیا کہ پھر کیا کروں؟

فرمایا کہ اب گر کوئی آواز دے تو یس سر(yes sir) کہنے کے بجائے زور سے ڈنکی (dunkey) کہنا۔ یہ انگریزی زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنیٰ گدھا کے ہیں۔ چنانچہ اس کے کچھ ہی دیر بعد جب کسی مسخرے لڑکے نے اسے آواز دی اور جواب میں خادم نے ڈنکی کہا تو ایک مرتبہ پھر لوگ زور سے ہنس پڑے مگر اس نوجوان پر جیسے اوس پڑ گئی ہو، پھر کسی اور کو بھی آواز دینے کی جرأت نہ ہوئی اور ختم مجلس تک سکوت رہا۔ غرض کہ برمحل گفتگو، حاضر دماغی اور ذہانت بلا کی پائی تھی۔

ذہانت کی جلوہ گری

شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ انھیں بھی حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا، والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت درس دیتے تھے، معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے پاس رہا کرتی تھیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جاتے، ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے اور صبح کو بغیر مطالعہ کیے درس گاہ میں تشریف لے آئے اور پڑھانا شروع کر دیا۔ مشکل سے مشکل سبق ہوتا طلبہ جو اس وقت کے محنتی اور ذہین ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراض کی بوچھار کرتے اور آپ سب کو یکے بعد دیگرے مسکت اور تسلی بخش جواب دیتے جاتے اور دوران سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ کی سیرت مقدسہ آپ کے اخلاق حسنہ، اولیاے کرام کے حالات زندگی اور تاریخی واقعات کو اس خوبی سے بیان فرماتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جس میں وکلا و بیرسٹران بھی ہوتے تھے وہ بھی آپ کی گفتگو پورے انہماک اور توجہ سے سنتے اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ اوائل عمری میں کبھی تقریر فرمائی ہوگی، جن لوگوں نے اسے سنا تھا انھیں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تھا کہ مولانا نے تقریر کی طرف توجہ نہیں فرمائی ورنہ ہندستان میں

اپنے دور کے واحد مقرر ہوتے۔

تصنیف و تالیف

متعدّد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، جن میں دشت کربلا، نظام شریعت اور اسباب زوال طبع ہو چکی ہیں۔ انھیں دیکھ کر آپ کے زور قلم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ خشک سے خشک مضمون کو اس خوبی و سلاست سے تحریر فرماتے کہ اس میں دلکشی اور نکھار پیدا ہو جاتا اور پڑھنے والوں کو ایک خاص کیف محسوس ہونے لگتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا کہ چودھویں کے آغاز میں پیدا ہونے والے کسی بوڑھے کا قلم ہے یا اس نئے دور کے کسی ادیب شہیر کا۔

شعر و شاعری

شعر و شاعری سے خاص دلچسپی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی کہ استاذ زمن کے لخت جگر تھے۔ اگر چہ بہت کم اشعار کہے ہیں لیکن جو کچھ کہے وہ بہت خوب ہیں۔ حضرت استاذ زمن کا مشہور شعر ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

آپ کی ایک نعت کا مطلع ہے جس میں اسی مفہوم کو یوں ادا فرمایا ہے۔

تری نعل مقدس جس کے سر پر سایہ گستر ہے
وہی فرماں روائے ہفت کشور ہے سکندر ہے

دوسرے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

خدا ہی جانے ان کے سر کی عزت اور عظمت کو
قدم ان کے جہاں پہنچے وہ عرش رب اکبر ہے

ترے الطاف بے پایاں تری چشم کرم مولا
ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے، ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے

ہمارے پاس تھا ہی کیا جسے قربان کر دیتے
یہ اک ٹوٹا ہوا دل ہے جو قدموں کی نچھاور ہے

یہ مہر وماہ بھی تو منتظر ہیں اک اشارے کے
زمیں پر آپ رہتے ہیں حکومت آسماں پر ہے

پلٹنے والے کیا پلٹے مقدر کا پلٹنا تھا
نہ یاں وہ سبز گنبد ہے، نہ یاں اللہ کا گھر ہے

غضب ہی کر دیا حسنینؔ طیبہ سے پلٹ آئے!
وہ جیتے جی کی جنت ہے، وہ جنت سے بھی بڑھ کر ہے

اتباعِ شریعت اور حُبِّ رسول

اتباع شریعت اور سرکار دوعالم ﷺ کی سچی محبت جو آپ کے والد ماجد اور امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھا۔ اس سے بفضلہٖ تعالیٰ آپ نے بھی حصۂ وافر پایا تھا، اگر چہ درس تدریس کو چھوڑے ہوئے ایک طویل عرصہ گذر چکا تھا لیکن سرکار کی بے شمار احادیث طیبہ انھیں زبانی یاد تھیں، جنھیں وقتاً فوقتاً عوامی نشستوں میں بیان فرماتے اور اکثر دیکھنے میں آتا کہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے آپ کے قلب مبارک پر رقت طاری ہوگئی اور آنسوؤں سے آنکھیں پُرنم ہوگئی ہیں۔

علم دین بالخصوص قرآن و حدیث سے گہرا لگاؤ طبیعت کو تھا اور اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ آپ نے اپنے تینوں لڑکوں کو دین ہی کی تعلیم دلوائی۔ انتہا یہ کہ اسکول کی ابتدائی تعلیم سے بھی ناآشنا رکھا۔ حالاں کہ چاہتے تو اس وقت اعلیٰ مغربی تعلیم دلوا سکتے تھے۔

مغربی تعلیم پر ایک وکیل کو جواب

عزیز احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ جو شہر بریلی کے ایک مشہور اور قابل وکیل تھے۔ آپ کے یہاں حاضر باش اور قدرے بے تکلف تھے۔ وہ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے تھے کہ مولانا آپ سب بچوں کو نرا مولوی بنائے دیتے ہیں، کم از کم ایک کو تو انگریزی پڑھائیے تو خوش اسلوبی سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ ہاں انھیں نرا مولوی ہی بنانا ہے اور اسی میں اس کی فلاح ہے۔ آپ کی اپنی اولاد کے لیے خصوصًا دعا یہ ہوتی کہ اے رب کریم تو ان سب کو دین کا سچا خادم اور اعلیٰ حضرت کے علوم کا صحیح وارث بنا دے اور ان سے دین کی وہ خدمت لے جس سے تو اور تیرا رسول راضی ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے تمام اعزا و احباب اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے دعا فرماتے۔

سخاوت و فراخ دلی

احباب کے لیے دل کی وسعت کا یہ عالم تھا جس وقت جس کو کسی چیز کی ضرورت پیش آئی اور اس نے طلب کی فوراً بے تامل

دے دی پھر اس کی سمجھ میں آیا تو واپس کر دی ورنہ اس کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہی ہیں اور ان کے پاس فلاں زیور کی کمی ہے۔ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ سے وہ زیور لے جاکر انھیں دے دیا پھر تا زندگی انھوں نے واپس نہ کیا، آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اس سے بہتر آج کی دنیا میں ایثار و قربانی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ احباب میں سے کسی کی معمولی سی دل شکنی گوارہ نہ فرمائی۔ آپ کی زندگی اس سلسلہ میں شاعر کے اس شعر کا صحیح مصداق تھی کہ؂

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

ان کے احباب میں سے بہت تو آپ کی حیات ہی میں دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور کچھ پاکستان کو منتقل ہو گئے تھے لیکن آپ تاحیات اُن سب کو یاد فرماتے رہے۔ مرحوم کے لیے دعاے مغفرت فرماتے اور جو حیات سے تھے ان کے لیے صحت وسلامتی کی دعا فرماتے۔ مسلمانوں اور بالخصوص غریب مسلمانوں

سے آپ کو ہمیشہ قلبی تعلق اور گہرا لگاؤ رہا۔

کارسازی وحاجت روائی

جہاں امرا اور رؤوسا آپ کی محفل میں ہوتے وہاں بہت سے ضرورت مند غریب بھی بیٹھے نظر آتے۔ کسی کو نوکری کی تلاش ہے تو آپ کے پاس چلا آرہا ہے، کسی کو امداد چاہیے، کوئی اپنے مقدمہ میں آپ کی سفارش کا طلب گار ہے، کسی کو اسکول یا کالج میں اپنے غریب بچے کی فیس معاف کرانا ہے۔ غرض کہ ہر قسم کی ضرورتیں لے کر لوگ آپ کی خدمت میں آتے رہتے اور کوئی ضروت مند کسی وقت بھی آجاتا۔ آپ اپنے تمام ضروری کاموں کو پس پشت ڈال دیتے، پہلے اس کی سرگذشت سنتے اور اس کا کام کرنے کو تیار ہو جاتے۔ شہر اور اس کے نواح میں تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں و کچہریوں، اسکولوں، کالجوں میں آپ کے جاننے والے آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے بے شمار لوگ موجود تھے۔ قلم اٹھایا اور حسب ضرورت کسی کے نام سفارشی خط لکھ دیا۔ ضرورت محسوس کرتے تو بنفس نفیس خود تشریف لے جاتے۔ آنے

والے نے اگر سواری کا انتظام کرلیا ہے تو فبہا اور اگر وہ اپنی غربت کی وجہ سے نہ کر سکا تو خود ہی سواری کر لی اور اس کا کرایہ اپنی جیب خاص سے ادا کر دیا اور بروقت سواری کا انتظام نہ ہو سکا تو پیدل ہی تشریف لے گئے اور اس غریب کا کام کرآئے۔

یہ ان کی زندگی کا وہ بہترین مشغلہ تھا جو اس وقت تک جاری رہا جب تک قویٰ میں توانائی باقی رہی اور آخر میں بھی جب کہ قویٰ جواب دے چکے تھے، یہ جذبہ بدستور باقی تھا۔ یہ اور بات تھی کہ اسے بروئے کار نہ لا سکتے تھے۔ بلا مبالغہ مختلف محکموں میں سیکڑوں کو ملازمتیں دلوائیں، بہت سے ملزمین کو جو ناحق پکڑے جاتے رہا کروایا، کتنوں کی حکام سے سفارش کر کے سزائیں معاف کرائیں، کتنے ہی مسلمانوں کے آپس کے جھگڑے اور اختلافات ختم کرائے، ان میں صلح کرائی۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ صبح کو ناشتہ کے بعد مکان سے تشریف لے جاتے تو دوپہر کو آتے اور پھر بعد عصر تشریف لے جاتے تو شب ۱۱۔۱۲/ بجے واپس آتے اور یہ سارا وقت دوسروں ہی کے کاموں میں گذرتا، مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتا۔

توکل علی اللہ کا اعلیٰ نمونہ

اپنے کاموں کا حال تو یہ تھا کہ پریس ختم ہونے کے بعد زمین داری کا کام کرنے لگے تھے لیکن جہاں کسی دوسرے کا کوئی کام سامنے آیا اور آپ دیہات سے شہر آگئے۔ آپ چاہے وہاں اپنا کتنا ہی نقصان ہو جائے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ گھر میں اور کسی کو تو کیا کہنے کی جرأت ہوتی۔ میری والدہ مرحومہ کبھی کہہ دیتیں کہ گاؤں میں نقصان ہو رہا ہوگا، نوکروں کا کیا اعتبار جو چاہیں گے کریں گے تو آپ فرماتے تم بے وقوف ہوگئی ہو اس سے میری عاقبت سنورتی ہے۔ رہا گاؤں کا معاملہ تو وہاں سے جو کچھ میری قسمت میں ہوگا مل ہی جائے گا۔ اس سے ان کی طبیعت کی قناعت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی زندگی دوسروں کے لیے وقف تھی اور ”خیر الناس من ینفع الناس“ کی آئینہ دار۔ آپ نے مخلوق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں، دوسروں کے لیے بہت کچھ کیا اور اپنے لیے بظاہر کچھ نہ کیا۔

صبر و شکر

یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد جب حالات نے پلٹا کھایا، زمین داری کا خاتمہ ہوا تو معاشی الجھنوں سے انھیں دو چار ہونا پڑا مگر اس وقت کو صبر و شکر سے گذارا اور کبھی ناشکری کے کلمات زبان پر نہ لائے اور بایں ہمہ علم و فضل ان کی زندگی، سادگی کا مرقع تھی کہ کوئی اجنبی ان کو دیکھنے کے بعد جلد یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ کوئی بڑے عالم ہوں گے۔ بقول حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی صاحب کہ انھوں نے چہلم کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا اور بالکل بجا فرمایا کہ ان کا علم و فضل اور ان کی ساری خوبیاں ان کی سادگی میں پوشیدہ تھیں۔شہرت و نام و نمود سے ہمیشہ دور و نفور رہے۔

زندگی کے آخری ایام

گذشتہ چند سال سے بہت ضعیف ہو گئے تھے اور زندگی کے تمام ہنگاموں سے دور رہ کر اپنے اوقات عزیز کو خداوند قدوس کی یاد میں گذارتے۔معمول کے مطابق نمازوں کی پابندی، اوراد

وضائف، صبح و شام کی تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ جاری رہا اور جب اس کی سکت نہ رہی پھر بھی الحمد للہ والشکر للہ اور اللہ اللہ کا ورد ہمہ وقت جاری تھا۔ یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ۵؍صفر المظفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۱۹۸۱ء روز یک شنبہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جناب سید اعجاز احمد صاحب رضوی جو ایک معمر اور دیانت دار آدمی ہیں، غسل میں شریک تھے۔ انھوں نے بقسم بیان فرمایا کہ دوران غسل زبان مبارک سے اللہ فرمایا۔ (العلم عند اللہ)

استاذ العلما کی چند انمول باتیں

استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی وہ چند انمول باتیں جو نہ صرف مفید ترین اور قابل عمل ہیں بلکہ ہر دین دار کے لیے آویزۂ گوش بنا کر رکھنے کے لائق ہیں۔

(۱) حرام کا مال رہتا نہیں، بہتا ہے۔ (۲) ہر مصیبت درس عبرت ہے۔ (۳) مصیبت پر رونا دوہری مصیبت ہے۔ (۴) صبر اور چارۂ کار کی تلاش بہتر ہے۔ (۵) خدا کا دوست سب کا دوست ہے

اور اس کا نافرمان کسی کا دوست نہیں۔(۶) جس نے خدا سے عہد شکنی کی، اس سے امید وفا کیسی۔

(سیرت اعلیٰ حضرت، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اپریل ۱۹۸۱ء، ص: ۴۰۔۴۴)

حضور امینِ شریعت: اہلِ علم کی نظر میں

مفکرِ اسلام حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی

دام ظلہ النورانی

خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی علیہ الرحمۃ (برادر اعلیٰ حضرت) کا مقام بڑا بلند ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی اشاعت میں بڑا حصہ لیا، صحافت کے میدان میں بھی آپ کی خدمات تاریخی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ ایک اچھے شاعر اور داغؔ دہلوی کے شاگرد تھے۔ غزل و نعت کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں، ثمر فصاحت اور ذوق نعت۔ آپ ہی کے صاحب زادۂ گرامی وقار تھے، فصیح اللسان حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ جن کی زیارت کا شرف راقم الحروف کو حاصل

ہے، عرس اعلیٰ حضرت کے وقت حاضری کے دوران اور غیر عرس میں بھی متعدّد مواقع پر آپ سے ملاقات رہی ہے، آپ کے فرزندوں میں حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ سے بھی بہت بار ملاقات کی ہے۔ ایک بار ملاقات ہوئی تو میں اپنا نام بتا دیا کہ اکثر زیادہ دنوں کے بعد ملاقات ہونے کی وجہ نام یاد داشت میں نہیں رہتا تو فرمایا: آپ کو کون نہیں جانتا، یعنی حضرت کی یاد داشت میں میری شناخت مع نام تھی۔ ادھر کچھ سالوں سے ضعف کی وجہ سے عرس اعلیٰ حضرت میں شاید حضرت کی شرکت نہیں ہوئی اس لیے کئی سال سے ملاقات نہ ہو سکی، حضرت مستقل طور سے کانکیر مدھیہ پردیش میں قیام پذیر ہیں۔ حضرت علامہ امین شریعت دامت برکاتہم العالیہ، سرکار مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے پرتو ہیں اور زہد و تقویٰ میں ممتاز۔

حضرت مدظلہ العالی سے جب بھی ملاقات ہوئی بڑے ہی اخلاقِ کریمانہ سے پیش آئے اور ہر طرح کی خیریت دریافت کی، ایک عالم دین کی جو شان ہونی چاہیے وہ آپ کے اندر بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ حسن سلوک کے تو آپ پیکر ہیں سنجیدگی و متانت کوٹ

کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں آپ کے فیضان کا بادل خوب خوب برس رہا ہے، ہندوستان کے دیگر خطوں میں بھی آپ کے عقیدت مند وارادت مند پائے جاتے ہیں، اور اکثر ہی آپ کے اخلاق و سنجیدگی کے پرتو ہیں۔ کانکیر، رائے پور اور دیگر مقامات پر آپ نے کئی ایک دینی ادارے قائم کیے جو دین و سنیت کی خدمت کر رہے ہیں، اور فیضان اعلیٰ حضرت کے جلوے بکھیر رہے ہیں۔ اس وقت خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں سب سے بزرگ شخصیت آپ ہی کی ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارکپور، اعظم گڑھ

یکم ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ/ ۲۲/ جنوری ۲۰۱۵ء

حضرت مولانا عبدالرحمٰن خان قادری

دام ظلہ العالی

نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی علمی شخصیت گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ حضرت کے خاندان نے ابتدا ہی سے دینی و مسلکی خدمات کو اپنا حسین ترین مشغلہ قرار دیا۔ آج بھی اس خاندان کے عظیم و باوقار افراد دین و سنیت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں اور عوام کے دلوں میں رشد و ہدایت کی چاندنی بکھیر رہے ہیں۔

میں ان کے نام کی تابانیوں سے
ہر اِک عالم کو روشن کر رہا ہوں

شیخ طریقت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ کی ذات و صفات اور ان کی مسلکی و گراں قدر خدمات کو قلم بند کر کے عوام کو علما و مشائخ کی محبت و عقیدت کے جامِ شیریں سے سرشار کرنا یقیناً بڑا کام بھی ہے اور سنیت کی عظیم خدمت بھی۔

الحمد للہ! یہ سعادت حضرت مولانا محمد تحسین عالم تحسینؔ رضوی

بھاگلپوری دام ظلہ کے حصے میں آئی۔ خدائے کریم بطفیلِ رسولِ رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کارِ خیر پر جزائے کثیر عطا فرمائے اور قبولیتِ عامہ کے شرف خاص سے نوازے۔ آمین یارب العالمین.
بجاہِ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

اسیر مفتیِ اعظم، گدائے قادری

عبدالرحمٰن خان قادری

منظر اسلام بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی شمس الہدیٰ مصباحی دام ظلہ

خانوادۂ رضا کے سپوتوں میں جن پر اہلِ سنت کو ناز ہے، صاحبِ ورع و تقویٰ، مظہرِ سیدی و مرشدی سرکار مفتیِ اعظم، حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلہ السامی کی ذاتِ والا صفات بھی ہے۔

آپ نے مسلکِ رضا کی پاسبانی و نگہبانی اور اس کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا فرمایا ہے۔ صوبۂ مدھیہ پردیش خاص طور پر قابلِ ذکر و فخر ہے۔ میرے آقائے نعمت مرشدی الکریم،

قطب عالم سرکار مفتیِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمدین میں ہونا ہی آپ کی عظمتِ شان کے لیے کافی ووافی ہے۔

محمد شمس الہدیٰ مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ومسئول دارالافتا کنزالایمان، انگلینڈ

۳۰/ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

ماہرِ رضویات حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی

دام ظلہ العالی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خانوادے کی عظیم المرتبت اور مہتم بالشان شخصیت، امین شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا قادری بریلوی، استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خان بریلوی کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت امینِ شریعت کی ذاتِ بابرکات خاندان امام احمد رضا کی بزرگ ترین ذاتِ گرامی ہے۔ آپ اپنے اندر سادگی، زہد و تقویٰ، حلم وبردباری، عجز وانکساری، شفقت ومحبت اور علمی جلالت کے

ساتھ فنِ تفسیر و حدیث اور فقہ حنفی میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ عظیم فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ ایک بہترین نبض شناس طبیب بھی ہیں۔

احقر

محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف

حضرت علامہ و مولانا محمد عاقل رضوی مصباحی

دام ظلہ العالی

نبیرۂ استاذ زمن مخدوم العلما حضرت علامہ مولانا الشاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ اپنے قول و عمل، اخلاق و کردار میں نمونۂ اسلاف اور زہد و ورع، خلوص و للہیت، تقویٰ و طہارت جیسے اوصاف جلیلہ میں حضور مفتیِ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عکس جمیل ہیں۔ بیعت و ارادت کے تعلق سے ان کی دینی و مسلکی گراں قدر خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی کے عرصۂ دراز کو محیط ہے۔ ملک کے طول و عرض میں ان کے دست حق پرست پر بے

شمار لوگ سلسلہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔ بالخصوص چھتیس گڑھ میں بستی بستی قریہ قریہ آپ کے ارادت مند کثیر تعداد میں نظر آتے ہیں۔ راقم الحروف بارہ تیرہ سال مسلسل رمضان المبارک کے موقع پر بسلسلۂ تراویح بلاسپور، چھتیس گڑھ جاتا رہا۔ بفضلہٖ تعالیٰ! یہ صوبہ نجدیت و وہابیت کے ناپاک جراثیم سے بڑی حد تک محفوظ ہے، پورا قصبہ خوش عقیدگی کا گہوارہ ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس تناظر میں جہاں دیگر علما و مشائخ کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ وہیں حضور امینِ شریعت کی شب و روز کی مساعی جمیلہ تاریخ ساز حیثیت کی حامل ہیں۔

آج جب کہ ہمارے اکابر علما و مشائخ یکے بعد دیگرے بڑی تیزی کے ساتھ ہمارے درمیان سے رخصت ہوتے جارہے ہیں، نبیرۂ استاذ زمن کا وجود مسعود پوری جماعت اہلِ سنت کے لیے قابل افتخار سرمایہ ہے۔

خودسری، بے راہ روی کے اس پرفتن دور میں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ اپنے بزرگوں کے افکار اور کارناموں کی روشن تاریخ رقم کی جائے جو آنے والی نسل کے لیے نشان منزل قرار پائے۔

اسی اہم مقصد کے پیش نظر ذوالمجد والجاہ حضرت علامہ مولانا تحسین عالم صاحب رضوی بھاگل پوری مدظلہ العالی نے نبیرۂ استاذ زمن علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کے افکار و کارناموں پر مشتمل کتاب ترتیب دی ہے۔ کتاب کا مطالعہ تو نہ کر سکا لیکن مصنف زید مجدہ کی قلمی ثقاہت اور کتاب کے مشمولات کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر امید واثق ہے کہ مصنف کی یہ کتاب ہر حلقہ ہر طبقہ میں شرف قبول عام کا اعزاز حاصل کرے گی اور اس کے روشن نقوش نسل نو کے لیے سامان رشد وہدایت ثابت ہوں گے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ مصنف کے قلم کو مزید استحکام اور ان کو مزید دینی خدمات کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد عاقل رضوی غفرلہ

صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام

سوداگران، بریلی شریف

۲۷/ جنوری ۲۰۱۵ء

حضرت مولانا محمد علی فاروقی دام ظلہ العالی

چھتیس گڑھ کی دھرتی کو جن عظیم ہستیوں کے قدوم میمنت لزوم کے چومنے کا شرف حاصل ہے، ان میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت امین شریعت حضرت مولانا سبطین رضا خان صاحب کی اہم شخصیت ہے۔ جنھوں نے اپنے فیوض و برکات سے علاقے کے ایک عظیم خطہ کو فیضیاب کیا اور فیضانِ اعلیٰ حضرت کا جلوہ دکھایا۔ آپ کے تقویٰ و طہارت و تصلب فی الدین اور استقامت علی الشریعت پر ایک دنیا گواہ ہے۔

غالباً ۱۹۶۴ء یا ۱۹۶۵ء میں آپ مدرسہ اصلاح المسلمین و دارالیتامیٰ رائے پور تشریف لائے۔ اس وقت خلیفۂ اعلیٰ حضرت محسن ملت حضرت مولانا محمد حامد علی فاروقی صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم بلند کیے اس علاقے کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرما رہے تھے۔ مدھیہ بھارت کے ہر گاؤں دیہات اور قصبہ میں آپ کی مساعیِ جمیلہ اور آپ کے تبلیغی دورے سے سنیت کی باد بہاری رقص کر رہی تھی، جگہ جگہ فیضان اعلیٰ حضرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

حضرت امین شریعت جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ کو اپنے گھر کا مہمان بنایا۔ اس وقت کانکیر ایک چھوٹی سی بستی تھی جو غیر مسلم آبادیوں سے گھری ہوئی تھی۔

کیش کال کا جنگل خطرناک جانوروں کی آماجگاہ تھا۔ رات کے اندھیرے میں ہی نہیں بلکہ دن کے اجالے میں بھی شیر چیتے کی دہاڑ اور ان کی آواز سے جنگل گونجتا رہتا تھا۔ اس وقت حضرت محسن ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو وہاں کی امامت کے لیے روانہ فرمایا۔ بریلی جیسے با رونق شہر سے آنے والے کے لیے کانکیر جیسی اجاڑ بستی میں ٹکنا دشوار طلب کام تھا۔ مگر حضرت محسن ملت کی ہمت افزائی اور خدمت دین کے جذبے نے آپ کو وہاں اسی طرح بسایا کہ آج وہاں کا چپہ چپہ آپ کے فیوض و برکات کا عکس جمیل بنا اپنی تاریخ سنا رہا ہے۔

نومبر ۱۹۸۵ء میں جانشین اعلیٰ حضرت حضرت تاج الشریعہ کا میں نے چھتیس گڑھ کے لیے ایک ہفتہ کا پروگرام بنایا۔ اسی موقع پر رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب علیہ الرحمہ حضرت تاج الشریعہ اور حضرت امین شریعت اصلاح المسلمین میں ایک ساتھ

تشریف فرما تھے۔ چھتیس گڑھ کی تعلیمی پسماندگی پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت امین شریعت نے فرمایا کہ حضرت محسن ملت علیہ الرحمۃ نے پورے علاقے میں سنیت کو انتہائی مضبوطی دی۔ میں جہاں گیا وہاں ان کا نقش قدم پایا۔ جدھر سے گزرا ادھر ان کی قربانیوں اور برکتوں کا مشاہدہ کیا مگر تعلیمی اعتبار سے یہ علاقہ آج بھی پسماندہ ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے میری طرف دیکھ کر استفسار فرمایا۔ تب علامہ ارشد القادری صاحب نے موسم گرما میں کوچنگ کلاس کا مشورہ دیا۔ حضرت امین شریعت نے تائید کی اور تاج الشریعہ نے دعائیں دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج مدرسہ میں مئی وجون میں کالج اور اسکول کی چھٹیوں کے موقع پر کثیر تعداد میں اسکولی طلبہ اس کا فیض حاصل کر رہے ہیں۔

اسی سال ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو شاہ بانو کیس کو لے کر مدھیہ پردیس اور اڑیسہ کے ہزاروں فرزندانِ توحید مدرسہ اصلاح المسلمین و دارالیتامیٰ کے زیر اہتمام ’’مسلم پرنسل لا کانفرنس‘‘ میں شرکت کے لیے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جمع ہوگئے۔ اسلام پر مرنے جینے کا پیغام لیے ہر طرف سے امنڈتے عاشقانِ

مصطفیٰ ﷺ کے لیے یہ ایک بہترین پلیٹ فارم تھا۔ کانفرنس کے بعد اس مشن کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت امین شریعت حضرت مولانا سبطین رضا خاں صاحب قبلہ کو صدر بنا کر امین شریعت کے خطاب سے نوازا گیا اور مجھے جنرل سکریٹری کے منصب کے لائق سمجھا گیا۔ میں نے حضرت کی سرپرستی میں شریعت کے تحفظ کے لیے اور ملت میں دینی بیداری کے لیے پورے علاقے میں جلسہ کا پروگرام بنایا۔ جس میں رائے گڑھ، بلاس پور، راج نان گاؤں، درگ، اور جگدلپور وغیرہ کا جلسہ نہایت کامیاب جلسوں میں شمار ہوتا تھا جس میں ہمارے ساتھ ۳۰؍ علمائے کرام کا ایک گروپ ہوتا تھا جو ہر جگہ اپنی شعلہ بیانی سے تعلیمی اہمیت پر تقریر کرتے اور تقریر کے بعد سامعین نبیرۂ اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں مرید ہو کر فیضانِ اعلیٰ حضرت حاصل کرتے۔ اسی طرح ہماری کوششوں سے ایک عظیم حلقہ ان کے دامن سے وابستہ ہو کر مسلکِ اعلیٰ حضرت کا علم بردار بھی بن گیا اور تعلیم کا پیغام بھی گھر گھر پہنچ گیا۔ غرض کہ حضرت امین شریعت کی پوری زندگی تقویٰ و طہارت اور اخلاص و عمل کی جیتی جاگتی تصویر اور فیضانِ

رضا کی عملی تعبیر ہے۔

فقط خلوص کار
محمد علی فاروقی
مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین و دار الیتامیٰ
رائے پور، چھتیس گڑھ
۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ / ۱۸/ فروری ۲۰۱۵ء
Mob:09425231208

حضرت مولانا محمد سلیم رضوی بریلوی دام ظلہ العالی

حامداً و مصلیًا و مسلماً

گلستانِ نقی علی خان ایک شگفتہ اور معطر پھول کا نام ہے، حضرت علامہ سبطین رضا خان بریلوی دامت برکاتہم کا تعلق خانوادۂ نقی علی خان کی اس حسنی شاخ سے ہے جو امام اہلِ سنت، مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر گرامی استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کی جانب منسوب ہے۔ آپ حضرت استاذ زمن کے پوتے اور اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ اور داماد حضرت علامہ

حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ کی شہرت و مقبولیت کے لیے یہی بھاری بھر کم نسبتیں ہی کافی تھیں۔ مگر ان نسبتوں اور خاندانی امتیازات و اعزازات کے ساتھ آپ کے اندر علم، تقویٰ، اخلاص، دین و مسلک کی گراں قدر خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کا جذبہ یہ وہ تمام ذاتی خوبیاں ہیں جو آپ کی شخصیت میں چار چاند لگاتی ہیں۔ بلا شبہہ آپ ہم شبیہ مفتی اعظم ہند، مظہر مفتیِ اعظم ہند اور نمونۂ اسلاف ہیں۔ آج ضرورت بھی ہے اس بات کی کہ ہم اپنی نسل نو کے سامنے اپنے بزرگوں کے حالات و معمولات کو عمدہ انداز میں پیش کریں تاکہ ہماری نسل جدید اپنے اسلاف کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر اس کی روشنی میں اپنے مستقبل کو سنوارنے کے خطوط متعیّن کرے۔

ماشاء اللہ اس ضرورت کو نہایت ہی بہتر انداز میں پورا کیا ہے ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر محترم مولانا طفیل احمد صاحب رضوی کے والد گرامی حضرت مولانا تحسین عالم صاحب بھاگل پوری مد ظلہ نے۔

مولا تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد سلیم بریلوی

مدیر اعزازی ماہ نامہ اعلیٰ حضرت

و استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

دام ظلہ العالی

بریلی شریف کی موجودہ علمی و روحانی شخصیات میں ایک نمایاں نام پیرِ طریقت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی شاہ سبطین رضا خاں بریلوی دام ظلہ العالی کا ہے۔ آپ ایک عظیم خانوادے کے فرزند ہونے کے ساتھ بے شمار خوبیوں اور اوصاف و کمالات کے حامل ہیں۔ آپ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے "شبیہ" کہے جاتے ہیں اور صحیح معنوں میں آپ کے اندر تقویٰ و طہارت اور علم و فضل کے جو اعلیٰ اوصاف ہیں، ان کے پیش نظر آپ کو "شبیہ مفتی اعظم ہند" کہا جانا بالکل درست ہے۔

مادیت کے اس دور میں دنیا اور اہلِ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی کے لیے دین کی خدمت اور بندگانِ خدا کے رشد وہدایت کے لیے صبح و شام کوشاں رہنا آپ کا امتیازی وصف ہے۔ آپ کا حلقۂ ارادت کافی وسیع ہے۔ ایم پی، چھتیس گڑھ، راجستھان، اڑیسہ اور ملک کے مختلف علاقوں میں

دعوت و تبلیغ کے حوالے سے آپ کے اسفار ہوتے ہیں اور الحمدللہ جہاں تشریف لے جاتے ہیں، آپ کی ذات سے سنیت کا بول بالا ہوتا ہے۔ آپ کی شخصیت یقیناً ہمارے لیے عظیم نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے اوپر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

محمد ساجد رضا مصباحی

استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف، ضلع اوریا (یوپی)

میرے سبطین

ازقلم:- حضرت مولانا محمد کاشف رضا حنفی سمبل پوری اڑیسہ

چودھویں کے چاند سے کیا کم مرا سبطینؔ ہے
ہم شبیہِ مفتیِ اعظم مرا سبطینؔ ہے

اے جہاں والو! مبارک ہو تمھیں اپنی جہاں
میری دنیا، میرا جگ، عالم مرا سبطینؔ ہے

قادری، چشتی، سہروردی سلاسل اربعہ
جس جگہ ملتے ہیں وہ سنگم مرا سبطینؔ ہے

عقل نے پوچھا نگاہوں سے پیا جائے کسے
عشق نے بڑھ کر کہا زمزم مرا سبطینؔ ہے

زخم کیسا بھی ہو لے کر جائیے کانکیرؔ میں
ہر زَخم کے واسطے مرہم مرا سبطینؔ ہے

جس کے دم سے سنیت آباد چھتیسؔ گڑھ میں ہے
وہ مسیحا اور وہ ہمدم مرا سبطینؔ ہے

اعلیٰؔ حضرت، مفتیؔ اعظم کا فیضانِ کرم
کرتا ہے تقسیم جو ہردم مرا سبطینؔ ہے

کیوں ڈروں میں گردشِ ایام سے کاشفؔ رضا
میں ہوں سبطینیؔ مجھے کیا غم مرا سبطینؔ ہے

اہلِ علم کے تاثرات

مرشد طریق حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں دام ظلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ، بریلی شریف، یو۔ پی

نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی، خاندانِ اعلیٰ حضرت میں اہم شخصیت کے حامل ہیں۔ اکی دینی اور مسلکی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ دینی خدمات کے تعلق سے اکثر بریلی شریف سے باہر رہے۔ سلسلہ عالیہ رضویہ کے فروغ واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی رشد وہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔ بلاشبہ ان کی ذات اہل سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔

مفکر اسلام حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی دام ظلہ العالی

بانی ومہتمم دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، بریلی

دین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی دامت برکاتہم العالیہ، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے پرتو اور زہد وتقویٰ میں ممتاز ہیں۔ ایک عالم دین کی جو شان ہونی چاہیے وہ آپ کے اندر بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ حسن سلوک کے تو آپ پیکر ہیں۔ متانت وسنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں آپ کے فیضان کا بادل خوب خوب برس رہا ہے۔ اس وقت خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں سب سے بزرگ شخصیت آپ ہی کی ہے۔

Published by

Md. Ashfaq Alam Sibtaini

Md. Ishtiyaq Alam Sibtaini

Moulana Kashif Raza Sibtaini

Hafiz Md. Meraj Ahmad Sibtaini

Mohalla Sonapali, Distt. Sambalpur, Orissa